تاریخ ہند کے ازمنۂ وسطیٰ میں

معاشرتی اور اقتصادی حالات

علامہ عبداللہ یوسف علی سی - دی - ای، ایم - اے، ایل ایل - ایم

کی تقریریں جو ۲ - ۳ اور ۴ مارچ سنہ ۱۹۲۸ع کو ہندوستانی اکاڈیمی الہ آباد
کے سامنے کی گئیں

انڈین پریس لمیٹڈ الہ آباد

۱۹۲۸

تعارف

صوبجات متحدہ آگرہ و اودھ میں ہندوستانی اکاڈیمی کا قیام اس غرض سے ہوا ہے کہ اس کے ذریعہ سے ہندی اور اُردو زبانوں کے ادبوں کی ترقی ہو - اس مقصد کے حاصل کرنے کے لئے بہت سے ذرائع ہیں - جن میں سے ایک یہہ ہے کہ ہندوستانی عالموں کو اُردو اور ہندی زبانوں میں علمی مضامین پر لکچر دینے کی دعوت دی جائے اور ان کے لکچروں کو شائع کیا جائے - چنانچہ اس سلسلہ میں اکاڈیمی نے مسٹر عبداللہ یوسف علی ایم - اے ' ایل - ایل - ایم ' سی - بی - ای کو "تاریخ ہند کے از منہ وسطی میں معاشرتی اور اقتصادی حالات" پر لکچر دینے کے لئے مدعو کیا - مسٹر یوسف علی ہندوستان کے برگزیدہ عالموں میں سے ہیں - آپ عرصہ تک صوبجات متحدہ میں امپیریل سول سروس کے رکن کی حیثیت سے رہ چکے ہیں - اور اس زمانہ میں جب آپ سرکاری عہدوں پر ممتاز تھے آپ نے علاوہ اور مضامین کے ہندوستان کے معاشرتی زندگی کے پہلوؤں پر انگریزی زبان میں مضامین شائع کئے - سرکاری عہدہ سے

مستعفي هونے کے بعد سے اپني طبعيت کے رحجان کے مطابق آپ علمي مشاغل میں پورے طور پر مصروف هیں - آپ نے هندوستان کي تاریخ پر تحقیق کي غائر نظر ڈالي هے اور مغل زمانه کي معاشرتي زندگي کے متعلق نئي معلومات کا اظهار کیا هے - آپ کي تصنیفوں سے جو واقفیت رکھتے هیں وہ جانتے هیں که آپ نه صرف محقق اور زبان دان هیں بلکه اعلی پایه کے ادیب بھي هیں -

هندوستاني اکاڈیمي کے لئے بڑے فخر کي بات هے که آپ نے هماري دعوت قبول کي اور آپ کي وجهه سے همارے لکچروں کے سلسله کي ابتدا' خوبي کے ساتهه هوئي - یهه لکچر الهآباد یونیورسٹي کے هال میں ۲-۳ اور ۴ مارچ کو دیے گئے - حاضرین میں الهآباد هائي کورٹ کے جج' یونیورسٹي کے پروفیسر' الهآباد کے معزز وکلاء اور رئیس شامل تھے - ڈاکٹر سر تیج بهادر سپرو ایم - اے' ایل - ایل - ڈي' کے - سي - ایس - آئي' پریسیڈنٹ هندوستاني اکاڈیمي اِن جلسوں میں صدر نشین تھے - لکچروں کے اختتام پر آنریبل ڈاکٹر شاہ محمد سلیمان جج هائیکورٹ الهآباد - ڈاکٹر بیني پرشاد ڈي - ایس - سي (لندن) - مولوي محمد علي نامي ایم - اے اور مولوی سید ضامن علي ایم - اے نے مسٹر یوسف علي کا

شکریه ادا کیا - جن حضرات نے جلسوں میں شرکت کي
وہ سب لکچروں سے نہایت محظوظ ہوئے اور الہ آباد کے علمي
دائروں نے ان کا زور و شور سے خیر مقدم کیا - ان تقریروں کو
سپرد طبع کرنا گویا انہیں ایک حد تک مکان اور زمانہ کي
تنگ قیود سے رہا کرنا ہے - اُمید ہے کہ جو دعوت معدودے
چند احباب کي مسرت کا باعث ہو چکي ہے اب مدت مدید
تک خاص و عام کو لطف اندوز کرتي رہیگي -

تارا چند

جنرل سکریٹري

ہندوستاني اکاڈیمي-

قطعه

زباں قاصر صفت میں ہے بیاں ہم کیا کریں ضامن
کہ عبد اللہ بن یوسف علي کا کیسا لکچر ہے
موثر نظم سے بڑھکر ہے ایسي نثر ہے دلکش
نہاں چھوٹے سے فقرے میں بھي اِک معني کا دفتر ہے
شگفتہ گل ہیں گلشن میں کہ ہیں الفاظ جملوں میں
بھرے لفظوں میں ہیں معني کہ کوزے میں سمندر ہے
رواني ہے عبارت میں کہ دریا کي ہے طغیاني
نئے مضمون. کا ہے سلسلہ یا سلک گوہر ہے
ظرافت ہے مگر اتني نمک جیسے ہو کھانے میں
حلاوت اتني ہے جتني لب جاناں میں شکر ہے
بہت گہري نظر ڈالي ہے اخلاق و تمدن پر
عیاں تحقیق اور تدقیق کا ہر جا پہ جوہر ہے
زباں ایسي کہ اس سے پست کردیں تو ہو بازاري
جو اونچي ہو تو دل چسپي میں فرق آجائے یہ ڈر ہے
دکھائي ہیں ہر اک منظر کي وہ دلچسپ تصویریں
بنانا جن کا طاقت سے مصور کے بھي باہر ہے
حدیں بھي اختصار و طول کي ہر جا مناسب ہیں
ہر اک مضمون کا طرز بیاں بہتر سے بہتر ہے
جو سچ پوچھو فصاحت اور بلاغت کي ہے جاں لکچر
اثر اِس کا نہ ہو جس پر حقیقت میں وہ پتھر ہے
بتائیں لذت تقریر کیا بس مختصر ہے یہہ
کہ اب تک سامعیں کے دل میں اِک اِک لفظ کا گھر ہے
ہوئي حاصل یہہ نعمت سب کو تارا چند کے باعث
مگر دراصل سر سپرو کا احساں ان سے بڑھکر ہے
کرینگے رشک سب ہم عصر اس دولت کے ملنے پر
مگر اہلِ الہ آباد کا اچھا مقدر ہے

یہ قطعہ مولوي سید ضامن علي ایم - اے - صدر شعبۂ اُردو الہ آباد یونیورسٹي نے نظم کیا اور بعد اختتام لکچر پڑھا -

دیباچہ

اقتصادي اور معاشرتي امور کا مضمون اُردو میں کسي قدر نیا ھے' اور اسکے لکھنے والے کي مشابہت ایسے مسافر سے ھو سکتي ھے' جو کسي غیر معروف ملک میں پہلے پہل داخل ھو - اس کے لئے نہ کوئي شاھراہ ھے' نہ گلي کوچے - گھنے جنگل کے درخت کاٹنے کے لئے اس کے ھاتھہ میں ھمیشہ کلہاڑي رھني چاھئے' اور راستہ کھولنے کے لئے اس کو متعدد غیر مروج طریقوں سے کام لینا ھوگا -

جن لوگوں کو کبھي کسي دوسري زبان سے ایک آدھہ صفحہ بھي ترجمہ کرنے کا اتفاق ھوا ھو' اور خصوصاً اُس حالت میں جبکہ دوسري زبان میں اصطلاحات کي بھر مار ھو' وہ بخوبي سمجھتے ھونگے' کہ

گیسوئے اُردو ابھي منت پذیر شانہ ھے -

آیندہ اوراق کي تیاري کے لئے جن کتابوں کي ورق گرداني کرني پڑي' ان میں سے ضروري باتوں کے ترجمہ سے اصطلاحات کے متعلق جو دقتیں پیش آئیں' اُن کا اندازہ آپ اِن اوراق کے مطالعہ کے بعد بخوبي کرسکینگے - مجھے اس کے متعلق صرف یہہ عرض کرنا ھے' کہ بعض الفاظ آپ کو غیر مانوس اور اجنبي سے معلوم ھونگے' لیکن ذرا سے غور و فکر کے بعد واضح ھو جائیگا' کہ پراني زنجیروں سے کسي قدر آزاد ھوئے بغیر چارہ نہ تھا - البتہ میں نے کوشش کي ھے' کہ ان الفاظ و اصطلاحات سے عبارت کي سلاست میں فرق نہ آنے پائے' اور نئے الفاظ حتي الامکان بہتر سے بہتر ھوں -

اس کے علاوہ اُردو میں عام طور پر جس زور کا فقرہ لکھا جاتا ہے، در حقیقت لکھنے والے کا مدعا اس سے بہت کم ہوتا ہے - پڑھنے والے بھي اس کے عادی ہوچکے ہیں بلکہ خود لکھنے بیٹھیں، تو وہ بھي معمولی سي بات کہنے کے لئے اسي طرح زور دار فقرے استعمال کرینگے - لیکن میں نے اِن اوراق میں ''نہایت'' ''بے حد'' اور اسي قسم کے دوسرے لفظ اور جملے اُسي موقع پر استعمال کئے ہیں، جہاں ان کي واقعي ضرورت تھي - ممکن ہے، آپ کو اِس وجہ سے بھي بعض فقرے کسي قدر اجنبي سے معلوم ہوں -

فٹ نوٹوں میں لکھے ہوئے حوالہ جات کے اشاروں کی تشریح

البیرونی :

تاریخ الہند مصنفہ البیرونی کا انگریزی ترجمہ از ای-سی-زاخاؤ-مطبوعہ لنڈن ۱۹۱۰ع-

Alberuni's India, trans. E. C. Sachau, 2 Vols. London, 1910.

آلہا کھنڈ :

انگریزی ترجمہ از ولیم واٹر فیلڈ - مطبوعہ آکسفورڈ-

Lay of Alha, trans. Wm. Waterfield. Oxford, 1923.

باگھہ :

باگھہ کے غار - انڈیا سوسائٹی لنڈن -

The Bagh Caves, India Society. London, 1927.

بطوطہ :

سفر نامہ ابن بطوطہ - مترجمہ سی- ڈیفری میری و ڈاکٹر بی-آر-سینگوئی نیٹی-

Voyages d' Ibn Batoutah, trans. C. Defremery and Dr. B. R. Sanguinetti, 4 Vols. Paris, 1874—9.

ایلیٹ :

تاریخ ہند مصنفہ ایلیٹ اینڈ ڈوسن -

Sir H. M. Elliot and J. Dowson, History of India, as told by its own historian, 8 Vols. London, 1867—1877.

کتبات ہند :

ایپی گریفیا اِنڈیکا - جلد ۱۵ (۱۹۱۹-۲۰ء) کلکتہ -

Epigraphia Indica, XV (1919-20), Calcutta, 1917.

کتبات اسلامیۂ ہند :

ایپی گریفیا انڈو مسلمیکا -(۱۹۱۳-۱۴ء) کلکتہ -

Epigraphia Indo-Moslemica, 1913-14. Calcutta, 1917.

ایٹنگ ہوزن :

ہرش وردھن از ایم-ایل - ایٹنگ ہوزن - مطبوعہ پیرس بزبان فرانسیسی

M. L. Ettinghausen, Harsha Vardhana. Paris 1906.

فرشتہ :

تاریخ فرشتہ ازجے برگس-مطبوعہ لنڈن -

Ferishta's History, by J. Briggs, 4 Vols. London, 1829.

ہرش چرت :

ہرش چرت - مصنفہ بان‌بھٹ کا انگریزي ترجمہ از اي - بي - کاول
ایف - ڈبلیو ٹامس - مطبوعہ لنڈن -

Harsha-charita of Bana, translated by E. B. Cowell and F. W. Thomas. London, 1897.

اجنٹا :

اجنٹا کے غار - از لیڈی ہیرنگھم - مطبوعہ لنڈن -

Lady Herringham's Ajanta Frescoes. India Society, London, 1915.

کادمبری :

کادمبري - مصنفه بان بهٹ کا انگریزي ترجمه از سي - ایم - رڈنگ -

Kadambari of Bana. Translated by C. M. Ridding. London, 1896.

کیتهه :

سنسکرت ڈراما-مصنفه اے-بي -کیتهه- مطبوعه اکسفورڈ -

A. B. Keith, the Sanskrit Drama. Oxford, 1924.

کتها سرت ساگر :

کتهاسرت ساگر- مصنفه سوم دیو مترجمه سي-ایچ -ٹاني مولفه این-ایم پینزر -

Katha Sarit Sagara, by Soma Deva, Ocean of Story, trans. C. H. Tawney, ed. N. M. Penzer, 10 Vols. 1924.

للا :

للا واکیاني - مترجمه سر رچرڈ-سي - ٹیمپل - مطبوعه کیمبرج - سنه ۱۹۲۴ع -

The Word of Lalla the Prophetess, trans. Sir Richard C. Temple. Cambridge, 1924.

ناگ نند :

(مصنفه سري هرش) کا انگریزي ترجمه از پامر بائڈ -

Nagananda (of Sri Harsha), English translation by Palmer Boyd, London, 1872.

تاریخ سمتهه :

آکسفورڈ هسٹري آف انڈیا-مصنفه ونسنٹ اے - سمتهه -

Oxford History of India, by Vincent A. Smith, Oxford, 1919.

مارکو پولو :

سفرنامۂ مارکو پولو مترجمۂ کرنل یول - مطبوعۂ لندن -

Book of Ser Marco Polo, trans. H. Yule 2 Vols., London, 1871.

پریادرشک :

پریادرشک - ایک سنسکرت ناٹک مصنفۂ ھرش کا انگریزی ترجمۂ از جي-کے نریمان-

Priyadarshika, a Sanskrit drama by Harsha, trans. into English by G. K. Nariman. A. V. W. Jackson and C. J. Ogden, New York. Columbia Univ. Press, 1923.

قران السعدین :

قران السعدین از امیرخسرو-فارسي متن مع اُردو مقدمۂ - مؤلفۂ سید حسن برني

مطبوعۂ علي گڈھ - سنۂ ۱۹۱۸ع -

Qiran-us-Sa'dain of Amir Khusrau. Persian Text with Urdu Introductions, Ed. Saiyid Hasan Barni. Aligarh, 1918

رتناولی :

(سري ھرش کي) رتناولی کا متن مع ترجمۂ از ساردارنجن رائے کلکتۂ -

Ratnawali (Sri Harsha's) Text, with translation by Sardaranjan Ray. Calcutta, 1919.

کپور منجری :

راج شیکھر کے ناٹک کپور منجري کا متن مع انگریزي ترجمۂ از

سي - ایچ - لانمین - مطبوعۂ ھارورڈ یونیورسٹي پریس -

Raja-Shekhara's Karpura-Manjari, Text by Sten Konow. English trans. by C. H. Lanman. Harvard University Press, Cambr., Mass., 1901.

ٹامس :

دهلي کے پٹهان بادشاهوں کے عهد کے حالات از- اي ٹامس مطبوعۂ لنڈن -

E. Thomas, Chronicles of the Pathan Kings of Delhi. London, 1871.

تین مسافر :

تهري ٹریولرس ٹو انڈیا - اے - یوسف علی-لاهور -

Three Travellers to India, by A. Yusuf Ali, Lahore. (R. S. Gulab Singh and Sons), 1926.

ٹاڈ :

راجستهان ' مصنفۂ جے ٹاڈ ' مؤلفۂ ڈبلیو کرک - مطبوعۂ اکسفرڈ -

J. Tod, Annals and Antiquities of Rajasthan, ed W. Crooke, 3 Vols. Oxford, 1920.

ویدیا :

هند وسطیٰ کا هندو دور - از سي - وي - ویدیا' پونا -

C. V. Vaidya, Mediæval Hindu India, 3 Vols. Poona, 1926.

یواُن چوانگ :

یواُن‌چوانگ کی سیاحت هند از ٹامس واٹرس - مطبوعۂ لنڈن -

Yuan Chwang's Travels in India, by Thomas Watters, 2 Vols. London, 1904.

فہرست مضامین

صفحہ

لیکچر اول - تمہید

لیکچر دوئم - (ساتویں صدی عیسوی)

پہلا دور

صفحہ

لیکچر سوئم - (دسویں اور گیارهویں صدي عیسوي)

صفحه

ليکچر چہارم - (چودھويں صدي عيسوي)

لکچر اول

تمہید

ہندوستانی اکاڈیمی نے اپنے لیکچروں کے سلسلہ کی اِبتدا تاریخ ہند کے از منۂ وسطیٰ کے موضوع سے کی ہے، اور اس مقصد کے لئے مجھکو مدعو کرکے جو عزت بخشی ہے، اس کا مجھے پورا احساس ہے -

اکاڈیمی اور اُردو

اِس اکاڈیمی کا آغاز بذات خود زمانہ کی رفتار کا آئینہ ہے - جیسا کہ آپ کو معلوم ہے، میرا نام برسوں سے اِن صوبہ‌جات میں اُردو زبان اور ادب کی تحقیق و تشریح سے منسوب رہا ہے - جب میں حیدرآباد میں تھا، تو مجھے وہاں کی اُردو تحریک اور جامعۂ عثمانیہ کے متعلق اِبتدائی جد و جہد میں حصہ لینے کا فخر بھی حاصل ہوا -

اس وقت وھاں ایک شعبۂ ترجمہ تھا، جو اب بھي موجود ھے - اس کا مقصد یہہ ھے، کہ اپني زبان کو ایسي طبعزاد تصانیف اور مستند کتابوں کے ترجموں سے مالا مال کیا جائے، جو جامعہ میں اُردو زبان کے ذریعے تعلیم و تعلُّم کے لئے موزوں ھوں - میں نے اُن کے لئے ایک مختصر سا رسالہ سپرد قلم کیا تھا، جس کا مقصد اُردو کتابت کي طرز تحریر اور طباعت کو منظم کرنا تھا -

اُردو ٹائپ

میں نے اُردو میں ٹائپ کو رواج دینے کے لئے بھي جد و جہد کي تھي، اور اب بھي اس کا حامي ھوں - اردو کے اکثر ماھرین کي طرح میں بھي موجودہ اردو ٹائپ اور ٹائپ میں چھپي ھوئي کتابوں سے جو آئے دن سرکاري و دیگر مطابع سے نکلتي رھتي ھیں، مطمئن نہیں ھوں - اردو حروف کي تمام مختلف شکلوں کو جو ھاتھہ کي لکھائي میں نظر آتي ھیں، ٹائپ میں نقل کرنا آج تک ایک سعي لاحاصل ثابت ھوا ھے - قلمي تحریر کي خوبیوں کا اِنحصار مختلف امور پر ھے، مثلاً حروف کے دائروں اور قوسوں کي شکل اور قد میں حسب موقع تنوّع پیدا کرنا، اور ایک خاص حرف

کي شکل اس کے کسي لفظ کي اِبتدا، وسط یا آخر میں آنے
پر حسب حالت بدلنا - طباعت کا حُسن یہہ ھے، کہ حروف
کي شکل اور قد میں یکسانیت ھو، سطریں اُقلیدسي صحت
کے ساتھہ برابر برابر ھوں، اور پہلي ھي نظر میں پڑھہ لینا
ایك آسان کام اور جمالیاتي لذت بن جائے - اگر ایك ھي
حرف کو دو دو تین تین صورتیں دي جائیں، تو ٹائپ کے
حروف کي تعداد کسي کے بس کا روگ نہ رھیگي، اور اِس سے
حروف جوڑنے والوں کا کام لازمي طور پر مشکل اور گراں
ھو جائیگا - اور آپ جانتے ھیں، کہ دور حاضرہ کي تجارتي
طباعت میں لاگت ایسا جزو نہیں، کہ اِسے نظر انداز کیا
جاسکے - ٹائپ کے متعلق لوگوں کے ذھن پہلے ھي سے زھر
آلودہ ھو چکے ھیں، اس لئے اس میں کامیابي اسي صورت
میں ھو سکتي ھے، کہ ٹائپ کي طباعت لیتھو سے بہتر اور
ارزاں ھو - یہہ خیال صحیح نہیں، کہ ٹائپ کي طباعت
حسین و جمیل نہیں ھو سکتي - اس کے حسن و قبح کے
معیار لیتھو کي طباعت اور قلمي تحریر سے بالکل الگ اور
صرف اسي سے مخصوص ھونگے - ھمارا پہلا کام تو ایك سستے
اور حتی‌الامکان اچھے ٹائپ کي ترویج ھے، پھر جوں جوں
زمانہ گزرتا جائیگا، حسین و جمیل ٹائپ بھي نکل آئینگے،

اور معیار روز بروز ترقی کرتا جائیگا - ٹائپ کی برتری کا راز طباعت کی صفائی اور صحت میں مضمر ہے - موجودہ زمانے میں جس زبان کا انحصار کُلیۃً لیتھو پر ہو' اور وہ طباعت کے متعلق تازہ ترین ایجادات سے فیض یاب نہ ہو سکتی ہو' وہ کافی ترقی کرنا تو درکنار ضروریات سے نپٹ بھی نہیں سکتی -

مشترکہ زبان

آپ نے اپنی اکاڈیمی کو "ہندوستانی اکاڈیمی" کے نام سے موسوم کرنے میں بڑی دانائی سے کام لیا ہے - اس سے ملک کی زبان کو اِن صوبہ جات اور ملک کے دیگر حصوں میں حتی الامکان یکرنگ بنانے کی اس خواہش کو بہت کچھہ تقویت حاصل ہوگئی' جو ہر ذمہ دار ہندوستانی اپنے دل میں محسوس کرتا ہے - مزید بر آں میرا یہہ بھی خیال ہے کہ آپ نے موجودہ حالات سے چشم پوشی اختیار نہیں کی بلکہ آپ ہماری مشترکہ ہندوستانی زبان کی دونوں صورتوں یعنی اردو اور ہندی رسم الخط کی ترقی میں کوشاں ہیں - میں اِس مبارک تحریک کی تہ دل سے تائید کرتا ہوں' جس سے ہماری زبان کی مختلف صورتوں میں

مطابقت پیدا ہوکر ایک مشترکہ معیار قائم ہو جانے کی امید ہو سکتی ہے - میرا خیال ہے، کہ اگر ہمیں اِس مقصد میں یہاں کامیابی حاصل ہوگئی، تو اس کا اثر صوبہ‌جات متحدہ کی حدود سے باہر بھی پڑیگا - ایک قسم کی مخلوط ہندوستانی اب بھی ملک کے طول و عرض میں ہندوستانیوں کی مشترکہ زبان ہے - اگر ہم اسے ہندوستان بھر میں ادبی اور کار و باری اظہار خیال کا ذریعہ بنا سکیں، تو اس سے مختلف مذہب و ملت کے لوگوں کے خیالات، گفتگو اور آئین میں بہت کچھہ مطابقت اور یگانگت پیدا ہو جائیگی، اور اِس طرح اُس قومی زندگی کے اِرتقا کو بہت کچھہ تقویت حاصل ہوگی، جس کی خواہش مادر وطن کے ہر سپوت کے دل میں موج زن ہے -

اکاڈیمی کا صدر مقام اور گورنمنٹ سے تعلق

اکاڈیمی کا صدر مقام صوبہ جات متحدہ کے پایہ تخت میں قائم کرنے سے اِسے ایک مرکزی حیثیت حاصل ہو گئی ہے، جوکئی لحاظ سے مفید ہے - اگر چہ اُردو علم ادب کے بڑے بڑے مرکز دہلی، لکھنؤ اور حیدر آباد (دکن) سمجھے جاتے ہیں، لیکن

اکثر وجوہ سے الہ‌آباد کي پُرسکون فضا قابل ترجیح ہے - دہلی اب ہندوستان کا سیاسي پایہ تخت ہے، اور اس لئے سیاسي تحریکات کے ہڑبونگ کي جولا نگاہ بن رہي ہے - لکھنؤ بے شک ایک دلفریب شہر ہے، اور اُردو علم ادب کي گزشتہ تاریخ کے لحاظ سے الہ‌آباد کي نسبت قابل ترجیح قرار دیا جانے کا مدعي ہو سکتا ہے - میں لکھنؤ کي اُردو انجمن کا صدر رہ چکاہوں، اس لئے یہہ غلط فہمي پیدا نہیں ہوني چاہئے، کہ میں کسي طرح لکھنؤ کے دعاوي کي اہمیت کو نظر انداز کر رہا ہوں - لیکن میں محسوس کرتا ہوں، کہ گورنمنٹ سے اکاڈیمي کا تعلق ہونے کے باعث الہ‌آباد کو اس کا صدر مقام قرار دینے میں زیادہ سہولت رہیگي - اکاڈیمي کا گورنمنٹ سے تعلق اِس کے استحکام کے لئے بھي مفید ثابت ہوگا، اور اس سے اکاڈیمي کو وہ تحریک و تقویت حاصل ہوگي، جو ہندوستان کي موجودہ حالت میں صرف حکومت کی نظر التفات ہي سے ممکن ہے - لیکن مجھے پوري توقع ہے، کہ صوبہ‌جات متحدہ کے پانچوں بیت‌العلوم اور غالباً دیگر بیت‌العلوم اور اُردو علم ادب سے دلچسپي و ہمدردي رکھنے والي غیر سرکاري انجمنیں بھي اکاڈیمي کے اغراض و مقاصد کي تکمیل کے لئے آپ سے تعاون کرینگي -

یورپ کے ازمنۂ وسطیٰ

آپ کا ارشاد ہے، کہ میں تاریخ ہند کے ازمنۂ وسطیٰ پر تقریر
کروں-اب دیکھنا یہہ ہے، کہ ان ازمنۂ وسطیٰ سے کونسا زمانہ
مراد لیں-یورپ کي تاریخ میں اگرچہ ازمنۂ وسطیٰ کا ٹھیک تعین
نہیں ہوا، لیکن ان کا اطلاق کم و بیش مغربي سلطنت روما
کي تباهي (سنہ ۴۷۶ع) سے ترکي فتح قسطنطنیہ سنہ (۱۴۵۳ع)
تک کے زمانہ پر ہوتا ہے - یہہ قریباً ایک ہزار سال کا عرصہ یقینا
یورپ بلکہ کل نوع انسان کي تاریخ کے اِرتقا میں ایک خاص
اور اہم مرحلہ کي حیثیت رکھتا ہے - یہہ درمیاني وقفہ
یورپ کے قدیم کلاسیکل عہد (یعني قدیم علم ادب کے
مستند زمانہ) کو اس کي تاریخ حاضرہ سے ملاتا ہے - قدیم
یونانی اور رومن اقتدار کے زمانے میں جن قوموں اور شہروں
کا سکہ رواں تھا، اُن کي سیاسي قیادت کے بتدریج زوال کا
زمانہ یہي ہے - اِس زمانے میں یورپ کي مختلف نسلوں
کي نئے سرے سے شیرازہ بندي ہوئي، جرمن، گاتھک اور
سکنڈے نیویون کے آئین و ادارات سارے یورپ میں پھیل
گئے، اور پھر رفتہ رفتہ اُسي کلاسیکل تہذیب کے زیر اثر
(جس کي قوتیں اب زائل ہو رہي تھیں) اِن نو وارد تہذیبوں

کي هيئت تبديل هونے لگي - اِس زمانے ميں رومن کيتهولک چرچ اور پا پائي نظام کي تنظيم اور پهر سارے يورپ ميں اِس کے عام اثر و اقتدار کي بدولت ايک خاص حد تک يکسانيت اور هم آهنگي پيدا هوگئي - اسي زمانے ميں فيوڈلزم (Feudalism) کے مخصوص قوانين و رسوم اور معيار عزت و شرافت معرض وجود ميں آئے' اور آخرکار يورپ کے مختلف ممالک ميں زبر دست اور مخصوص قومي سلطنتيں قائم هو جانے سے مٹ مٹا کر رہ گئے اِن خصوصيات ميں اس امر کا بهي اضافه کرلو' که اِس عهد کي تاريخ ايک دُهندلکے ميں مستور نظر آتي هے' اور بخلاف اِس کے قديم اور موجوده تواريخ ميں لوگوں کي طرز زندگي' خيالات عادات اور معاشرتي آئين کافي واضح اور نماياں هيں -

تاريخ هند ميں از منهٔ وسطیٰ

کيا هندوستان کي تاريخ ميں بهي کوئي ايسي هي خصوصيات ملتي هيں' جن کي مدد سے هم ايک کافي طويل عرصه معين کرکے اُسے "از منهٔ وسطیٰ" کے نام سے موسوم کر سکيں؟ ميں مروجه درسي کتابوں کي رسمي ترتيب کو جس کے مطابق تاريخ هند کو قبل بدهه' بدهه' هندو' مسلم اور برطانوي زمانوں ميں

تقسیم کیا جاتا ہے، نہ تو علمی طور پر صحیح مانتا ہوں، اور نہ علمی نقطۂ نظر سے مفید سمجھتا ہوں - ہم نہیں جانتے، کہ بدھہ مذہب کا دور دورہ حقیقی معنوں میں کب تک رہا اور نہ اس امر کی کوئی دلیل موجود ہے، کہ اس عہد میں برہمنی دھرم بالکل مفقود ہو چکا تھا - اِس کے علاوہ لفظ "ہندو" سے بھی کسی زمانے کو نمایاں اور واضح طور پر دوسرے سے متمیّز کرنے میں کوئی مدد نہیں ملتی - اسی طرح مسلم اور برطانوی زمانوں کا تعین بھی دشوار ہے - معقول طریقہ یہہ ہے، کہ ہم اپنی تاریخ کو تین بڑے بڑے زمانوں میں تقسیم کرلیں، یعنی قدیم، وسطی، اور جدید - عام معنوں میں تاریخ کا آغاز ہونے سے پہلے زمانہ کے متعلق بھی ہمارے پاس کافی مصالحہ موجود ہے، مگر اس کی کوئی خاص تاریخیں مقرر نہیں ہو سکتیں - البتہ ہم اِس تمام مصالحہ کو ایک دور کے تحت میں لا کر اس کا نام "زمانۂ قبل از تاریخ" رکھہ سکتے ہیں - لیکن دقت اُس وقت پیش آتی ہے، جب ہم ان زمانوں کو تاریخ وار مرتب کرنے لگیں - یہ ممکن ہے، کہ زمانۂ قبل از تاریخ کا اطلاق گوتم بُدھہ کی پیدائش تک کے زمانہ پر کیا جائے، اور پھر قدیم تاریخ کا آغار بُدھہ مت کی تبلیغ کے زمانہ سے

سمجھیں - لیکن ہندوستان کے قدیم زمانہ کا خاتمہ کہاں کیا جائے؟ کیمبرج ہسٹري آف اِنڈیا میں تو اسے سن عیسوي کے آغاز تك شمار کیا گیا ہے - مسٹر کے - ڈي - بي کا ڈرنگٹن کي تحریر سے مترشح ہوتا ہے، کہ وہ ہندوستان قدیم کا زمانہ گپتا خاندان تك سمجھتے ہیں، اور اس کے بعد عہد وسطیٰ کا آغاز شمار کرتے ہیں - مسٹر سي-وي ویدیا نے اپني کتاب "ہندوستان کا عہد وسطیٰ" میں (جس کي تین جلدیں شائع ہو چکي ہیں، اور ایك ابھي باقي ہے ہماري تاریخ کے از منۂ وسطیٰ کا آغاز سنہ ۶۰۰ع سے کر کے ان کو سنہ ۱۲۰۰ع پر ختم کیا ہے - آپ کے یونیورسٹي سکول آف ہسٹري کے مسٹر ایشوري پرشاد اِس ہندو وسطیٰ کا آغاز سنہ ۶۴۷ع یعني مہاراجہ ہرش کے انتقال سے کرتے ہیں، اور اس کا خاتمہ اُنہوں نے مغلوں کي فتح ہند کے موقع پر کیا ہے - آگے چل کر معلوم ہوگا، کہ از منہ وسطیٰ کي اِس تعریف کے حق میں بہت سے دلائل ہیں -

ہرش سے پرتھوي راج تک

تاریخ یورپ کي جن خصوصیات کا اُوپر ذکر ہو چکا ہے، اگر اُن کے مقابلے میں کچھہ ایسی ہي نمایاں خصوصیات

ھندوستان کي تاريخ ميں بھي مل جائيں' تو ھميں ايك خاص دور معين کرکے اسے اپنے ازمنۂ وسطی کے نام سے موسوم کرنے ميں بہت سہولت ھو جائے - اگر غير مہذب قوموں کے وقتا فوقتا ھندوستان ميں وارد ھونے پر نظر ڈالي جائے' تو معلوم ھوگا' کہ اب سے صرف چند صدي پيشتر تك کوئي وقت ايسا نہيں گذرا جب ھندوستان ان حملوں سے کُليۃً محفوظ رھا ھو - ھميں معلوم نہيں کہ آرين حملوں سے پہلے ھندوستان پر کون کون سي قوميں حملہ آور ھوئيں' ليکن اب اِس امر کا مکمل ثبوت موجود ھے' کہ وادي سندھ کو عراق کي قديم تہذيبوں سے کچھ نہ کچھ تعلق ضرور تھا - خود آرين حملے بھي کافي طويل زمانے پر حاوي ھيں - اس دوران ميں بہت سے آرين قبائل وقتاً فوقتاً ھندوستان ميں وارد ھوئے' جو ملك کے لساني ارتقا پر اپني مُہر ثبت کر گئے ھيں - جب ھندي آرين ملك ميں آباد ھوئے' اور ملکي باشندوں سے کچھ خلط ملط ھونے لگے' اس کے بعد ايراني اور يوناني اقوام حملہ آور ھوئيں' اور پھر ان کے بعد تورانيوں اور وسط ايشيا کے مخلوط قبائل کے حملوں نے زور پکڑا - يہ سلسلہ سن عيسوي کے آغاز سے چند صدي بعد تك جاري رھا - گپتا خاندان کے عہد اقتدار (سنہ ٣٢٠ع لغايت سنہ ٣٥٥ع)

کي استوار اور منظم تہذيب اپنے پيشتر اور بعد کي تاخت و تاراج کے صحرائے لق و دق ميں ايك خوشنما نخلستان معلوم ھوتي ھے - تہذيب و تمدن کے اعتبار سے مہاراجہ ھرش کا زمانہ (سنہ ۶۰۶ع لغايت سنہ ۶۴۷ع) گپتا تہذيب کي ايك آخري جھلك معلوم ھوتا ھے - ھرش کے بعد بہت سے حملے ھوئے' جن کي تفصيلات ھم پر پورے طور پر روشن نہيں ھيں - ليکن يہ امر بخوبي واضح ھے' کہ ھرش کے بعد چار صديوں تك بہت سي غير ملکي نسليں ھندوستان ميں آکر يہاں کے باشندوں سے خلط ملط ھوتي رھيں - اب اِس اختلاط کي رفتار نسبتا بہت تيز ھوگئي تھي' اور ھونا - گوجر - جات کے اقتدار کے باعث' جو راجپوت قبائل کا سرچشمہ تھا' ھندوستان کے باشندوں کي قبائلي تقسيم نئے سرے سے ھو گئي - حقيقت ميں ھم ان چار صديوں کو "راجپوت عہد" کا نام دے سکتے ھيں - اگر ھم راجپوت اقتدار کا زمانہ پرتھوي راج دھلوي کے انتقال (سنہ ۱۱۹۳ع) پر ختم کريں تو ميرے خيال ميں ڈھندلکے کا ايك کافي طويل زمانہ بن جاتا ھے' جسے ھم بجا طور پر از منۂ وسطیٰ کا آغاز قرار دے سکتے ھيں -

پرتھوي راج سے عہد مغلیہ تک

لیکن راجپوت قبائل کي یہ نئي شیرازہ بندي ہندوستان
کي آبادي کي کوئي مستقل تقسیم و ترتیب ثابت نہ ہوئي -
مسلم حملے، جن کے ساتھہ بہت سي نئي نئي نسلیں، نئے نئے
تمدني ادارات، اور قوانین و آئین کا ایک استوار اور واضح
سلسلہ ہندوستان میں وارد ہوا، اور ہندوستان کے معاشرتي
اور تمدني حالات کے سمندر کو بلو بلو کر برابر انقلاب پیدا
کرتا رہا - اِس سے بھي اہم یہ بات ہے، کہ مسلم تمدن ہندو
دھرم میں جذب ہو جانے کے بجائے ایک نمایاں اور دائمي
رد عمل کا باعث ہوا - قریباً (سنہ ۱۰۰۰ع سے سنہ ۱۳۱۰ع) تک
مسلم اقتدار اور مسلم تمدن کي لہریں کبھي کم اور کبھي
زیادہ زور سے ہندوستان میں متواتر وارد ہوتي رہیں، حتی
کہ چودھویں صدي عیسوي کے آغاز میں قریب قریب تمام
ہندوستان دکن سمیت مسلم اقتدار کے زیر اثر اور اس کا
بہت بڑا حصہ براہ راست مسلم حکومت کے تحت میں آگیا -
لیکن اس وقت بھي سوسائٹي کي کوئي معاشرتي تنظیم و
ترتیب نہ تھي، اور نہ سوسائٹي کے معاشرتي اور تمدني ارتقا کے
لئے کوئي میدان ہي تھا - قریباً سنہ ۱۳۱۰ع اور سنہ ۱۵۲۶ع

کے درمیان سلطنت دھلي کے زوال کے باعث بہت سي مقامي ریاستیں معرض وجود میں آگئیں - یہ بھي زیادہ تر مسلم ھي تھیں - ان کي کوئي مستقل حدود نہ تھیں، اور کسي ریاست کے لئے بھي کسي خاص سیاسي نظام پر عمل کرنا آسان نہ تھا - سنہ ۱۵۲۶ع میں مغلوں کے وارد ھندوستان ھونے پر فضا میں ایك نمایاں انقلاب رو نما ھو گیا - اب اگر سیاسي اقتدار میں نہیں، تو کم از کم معاشرتي اور سیاسي آئین و ادارات کي روش میں قدرے استحکام، کسی قدر نظام اور تھوڑا بہت استقلال پیدا ھو گیا تھا -

ھندوستان کے از منۂ وسطیٰ کے تین حصے

اِس لئے میرے خیال میں یہ بہتر ھوگا، کہ ھندوستان کے از منۂ وسطیٰ کا اطلاق ھرش کے انتقال (یعني قریباً سانویں صدي کے وسط) سے سلطنت مغلیہ کے قیام (یعني قریبا سولھویں صدي کے وسط) تك کے زمانہ پر کیا جائے - نو صدیوں کا طویل عرصہ پھر تین نمایاں حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ھے، یعني (۱) ھندو سوسائٹي کي نئے سرے سے تنظیم اور شیرازہ بندي کا زمانہ (سنہ ۶۴۷ع لغایت سنہ ۱۰۰۰ع)، (۲) مسلم اقتدار کے بتدریج نفوذ کے زیر اثر ھندوستاني سوسائٹي

كي مزيد ترتيب و تنظيم كا زمانه (قريبا سنه ١٠٠٠ع لغايت سنه ١٣١٠ع) اور (٣) سلطنت دهلي كا زوال' جس سے بهت سي چهوٹي چهوٹي خود مختار رياستيں وجود ميں آگئيں' اور اس وجه سے هندوستان ميں من حيث‌القوم اتحاد عمل كا فقدان تها' جس كا نتيجه يهه هوا كه مغل حمله آور هندوستان پر قابض هوگئے (سنه ١٣١٠ع لغايت سنه ١٥٢٦ع)' چونكه همين يهه سب كچهه اس تمهيدي تقرير كے بعد تين لكچروں ميں ختم كرنا هے' اس لئے بهترين طريق عمل يهه هوگا كه هر دور كے مطالعه كي بنياد ايسي شهادتوں پر ركهي جائے جو اُس كے آغاز پر روشني ڈالتي هوں - ازمنهٔ وسطى كي مذكورهٔ بالا تقسيم كا ايك اَور فائده يهه هوگا كه يهه تقسيم كسي حد تك يورپ كے ازمنهٔ وسطى كي تقسيم سے ملتي جلتي هے' اور اس لئے هندوستان كے ازمنهٔ وسطى كے مطالعه كے ساتهه ساتهه دونوں كي تاريخوں كا باهم مقابله بهي آساني سے هوسكيگا - اگر ازمنهٔ وسطى كا يهه تعين درست تسليم كرليا جائے تو زمانهٔ جديد عهد مغليه اور عهد انگلشيه هر دو پر مشتمل هوگا' جنكے درمياني وقفه ميں كوئي نيا انقلاب اچانك ظهور پذير نهيں هوا' بلكه بتدريج تغير و تبدل هوتا رها هے - خود مغل بهي زمانهٔ حال

کي تحريکات سے متاثر هوئے بغير نه رهے' اور ان کے دول مغربي
کے ساتهه بهي تعلقات تهے - مغلوں کے زمانه ميں مشرقي
سمندروں ميں يورپ والوں کي سرگرميوں کي توسيع کے باعث
غير ملکي بحري تجارت رفته رفته ترقي کرتي گئي' جس سے
هندوستان کي اقتصادي زندگي بيش از بيش موجوده شکل
اختيار کرنے لگی -

لکچر دوئم

(ساتویں صدي عیسوي)

پہلا دور

معاشرتي و اقتصادي کوائف

یہہ فرض کرلینے کے بعد کہ همارے ازمنۂ وسطی ساتویں صدي کے وسط سے شروع هوکر سولھویں صدي کے وسط میں ختم هوجاتے هیں' هم معاشرتي اور اقتصادي حالات کے مطالعہ کے لئے بڑي آساني سے تین نمایاں عہد منتخب کرسکتے هیں' جن پر اِس زمانہ کے حصوں کا آغاز هوتا هے - پہلا عہد جو میں منتخب کرونگا' مہاراجہ هرش کا زمانہ هے - اِس میں همارے مطالعہ کے لئے کافي مواد موجود هے - اگر چہ اِقتصادي کوائف کے لئے پورا مصالحہ نہیں ملتا' لیکن معاشرتي زندگي کي هم قریب قریب مکمل تصویر تیار کر سکتے هیں - مگر معاشرتي اور اقتصادي حالات باهم اس طرح گُھلے ملے هوتے هیں کہ ان میں کوئي نمایاں حد فاصل قائم نہیں کي جاسکتي - اب هم اُن کوائف پر ایك مختصر سا تبصرہ

کرینگے' جو اس زمانہ کے متعلق شہادتوں کا اِحتیاط اور توجہ سے مطالعہ کرنے پر دستیاب ہوتے ہیں -

اسناد و شواہد

(الف) ڈراما

ان شہادتوں کو ہم چار گروہوں میں تقسیم کرسکتے ہیں - پہلا گروہ اس زمانہ کے ادب ڈراما پر مشتمل ہے' جس کي نمائندگي کا حق وہ تین ناٹك بوجہہ احسن ادا کرتے ہیں' جو خود مہاراجہ ہرش سے منسوب کئے جاتے ہیں' یعني پریا درشك' رتنا ولي اور ناگ نند - ماہرین کي اکثریت اِن تینوں کو ایك ہي مصنف سے منسوب کرنے کے حق میں ہے - اگر یہہ ناٹك حقیقتاً اور کُلیۃً مہاراجہ ہرش کي تصنیف نہ بھي ہوں' تو بھي اِس امر میں شك و شبہ کي گنجائش نظر نہیں آتي' کہ یہ تینوں اُن کي سر پرستي میں تیار کئے گئے تھے - ہمارے مقصد کے لئے اِتناہي معلوم کر لینا کافي ہے' کہ یہ قریباً کس زمانہ میں لکھے گئے - اور چونکہ اس معاملہ کے متعلق ذرا بھي شك و شبہ یا اختلاف رائے نہیں ہے' اس لئے ہمیں یہ باور کرنے میں کوئي امر مانع نہیں'

کہ جن واقعات کا اِن ناٹکوں میں ذکر کیا گیا ھے، وہ ساتویں صدی کی معاشرتی زندگی کا صحیح نقشہ پیش کرتے ھیں - یہ درست ھے، کہ ان ناٹکوں کا حلقۂ نظر بہت محدود ھے - یہ صرف دربار اور درباری اُمرا کی ضیافت طبع کے لئے تیار کئے گئے تھے، اور اِن کے پلاٹ (Plot) شاھی محل کی عاشقانہ سازشوں کے بعض مخصوص پہلوؤں تک محدود ھیں - لیکن اس کے باوجود بھی جس زمانے میں یہ لکھے گئے تھے، اس کی حقیقی زندگی کا اندازہ کرنے کے لئے بہت مفید ھیں -

(ب) بان بھٹ کا منثور قصیدہ اور افسانہ

اسناد کا دوسرا گروہ بان بھٹ کے دو افسانوں پر مشتمل ھے - یہ ھرش کا درباری تھا، اور اپنے زمانے کے اخلاق و آداب کے متعلق نہایت ھی واضح اور کار آمد بیان چھوڑ گیا ھے - اِن میں سے ھرش چرت مہاراجہ ھرش کی ابتدائی زندگی کے حالات و واقعات پر مشتمل ایک منثور مدحیہ افسانہ ھے، جس میں ان کے خاندان کی ترقی اور اقتدار کا بھی شاعرانہ نثر میں ذکر کیا گیا ھے - دوسری تصنیف کادمبری ھے، جو سنسکرت نثر کی ایک بلند پایہ مثال ھے، اور ھر زمانے میں

هندوستان کے ودوانوں سے خراج تحسین وصول کرتي رهي ھے - اِس میں ایك عجیب و غریب طوطے کي داستان نہایت هي دلفریب پیچیدہ انداز میں بیان کي گئي ھے - حقیقت وواقعیت کي ظاهري فضا میں عشق و محبت٬ شجاعت اور مافوق الفطرت تبدیل هیئت کي دلچسپ داستانیں (فسانہ در فسانہ) نہایت خوش اُسلوبي اور کامیابي سے داخل کي گئي هیں - بان بهت نے زندگي کے مختلف مدارج کي تصویر تیار کرتے وقت اس کے ایك ایك جزو میں نہایت محنت سے رنگ آمیزي کي ھے - زندگي کے نقشہ میں باریك رنگ آمیزي کے متعلق اس کا انداز زمانہ حال کے انگریزي ادب میں کامپٹن میکنزي (Compton Mackenzie) کے ناولوں سے مشابہ ھے - لیکن بان بهت کو میکنزي سے وهي نسبت ھے٬ جو مشرقي منبت کاري کے اعلیٰ ترین نمونہ کو کسي یورپین زردوز کي نمایاں تر دستکاري سے هو سکتي ھے - بان کے رنگین اور مرصع انداز بیان میں مبالغہ کو بہت کچھہ دخل ھے٬ لیکن اس مبالغہ کو ترك کر دینے پر بهي همارے پاس اس زمانہ کي ایك ایسي مکمل تصویر رہ جاتي ھے٬ جو اِس سے کئي صدي بعد کے زمانہ کے متعلق بهي کہیں دستیاب نہیں هوتي - ان هر دو تصانیف کا نہایت نفیس انگریزي ترجموں میں مطالعہ کیا

جا سکتا ھے، جو کتب شرقیہ کے ترجموں کے سلسلہ مطبوعہ لنڈن (Oriental Translation Fund Series) میں شامل ھیں - کادمبري کا ترجمہ مس سي-ایم-رڈنگ (Miss C. M. Ridding) نے اور ھرش چرت کا اي-بي-کاول اور ایف-ڈبلیو- ٹامس (E. B. Cowell and F. W. Thomas) صاحبان نے کیا ھے - اگر ھندوستاني اکاڈیمي سنسکرت کتابوں کا اردو میں ترجمہ کرنے کي خواھش منڈ ھو، تو ان دونوں ترجموں کي بڑے وثوق سے سفارش کي جا سکتي ھے - اِس امر کا فیصلہ کہ آیا اِن کا اردو میں ترجمہ ھو بھي سکتا ھے یا نہیں، ھم اُن لوگوں پر چھوڑ دیتے ھیں، جو اِس کٹھن راستے پر گام زن ھونے کي جرأت کریں -

(ج) چیني سیاح

اِس دور کے متعلق معتبر شہادتوں کے تیسرے گروہ میں یوأن‌چوانگ (جسے ھیونگ سانگ بھي لکھتے ھیں) کا سفرنامہ اور اس کي سوانح عمري شامل ھیں، جو چیني زبان میں لکھے گئے تھے - سفر نامہ کا تازہ ترین اور بہترین ترجمہ وہ ھے، جو ٹامس واٹرس (Thomas Watters) نے کیا ھے (Oriental Translation Fund) - اور

اس کي سوانح عمري کا صرف ایك هي انگریزي ترجمہ هے' جو مسٹر ایس-بیل (S. Beal) نے کیا تھا' اور اب سے کوئي ایك صدي پہلے شائع هوا تھا - یہ ترجمہ صحت کے لحاظ سے کچھہ زیادہ اعتبار کے قابل نہیں - میں نے اپني چھوٹي سي انگریزي کتاب "هندوستان میں تین مسافر" (Three Travellers to India) میں هندوستان کے متعلق اِس چیني سیاح کے بیان کا ایك مختصر سا خاکہ دے رکھا هے - یہ کتاب پنجاب یونیورسٹي میں میٹریکولیشن کے نصاب میں شامل هے -

(٥) کتبے اور فنون لطیفہ

معتبر شہادتوں کا چوتھا گروہ سکوں' کتبوں اور اُس زمانے کي سنگ تراشي اور نقاشي کے نمونوں پر مشتمل هے - جہاں تك هرش کے زمانے کے سکوں کا تعلق هے' همارے پاس اِن کے بہت کم نمونے موجود هیں - اور یہ امر کچھہ حیرت انگیز نہیں' کیونکہ یوآن چوانگ لکھتا هے'* کہ بندر گاهوں سے جو اشیاء بر آمد هوتي تھیں' اُن کي خرید و فروخت کا ذریعہ تبادلۂ اجناس تھا' اور اندروني تجارت میں سونے چاندي کے سکوں

* یوآن چوانگ-جلد ا - صفحہ ۱۷۸

کے علاوہ کوڑیاں اور چھوٹے چھوٹے موتی زیادہ استعمال کئے جاتے تھے - کتبوں کے ہمارے پاس تین نمونے موجود ہیں، جن میں سے دو تامب پتر ہیں (یعنی عطیۂ زمین کی سندات جو تانبے کی تختیوں پر کندہ ہیں) - اِن سے ہمیں مالیہ وصول کرنے کے عام دیہاتی طریق کے متعلق کچھہ واقفیت حاصل ہوتی ہے - اس زمانے کی نقاشی اور سنگ تراشی کے نمونوں کا معاینہ قلمرو نظام کے شمال میں اجنتا، اور ریاست گوالیار کے جنوب میں دھار سے کوئی پچاس میل مغرب کی جانب باغ کے غاروں میں کیا جا سکتا ہے - ان ہر دو فنون کی تصاویر کا مجموعہ لنڈن کی اِنڈیا سوسائٹی (India Society) نے شایع کیا ہے، اور بعض تصاویر کا ڈرنگٹن صاحب کی انگریزی کتاب "ہندوستان قدیم" (Ancient India) (Codrington's) میں بھی شامل ہیں -

بادشاہ، وزیر اور نظام خانہ داری

بان بھٹ کے قصیدہ کا ممدوح خود مہاراجہ ہرش ہے، اور سارے قصیدہ میں اُسکے خلاف اسکے سوا کوئی بات نہیں ملتی کہ ہم عصر بادشاہوں اور حلیفوں کے ساتھہ اس کا طرز

عمل کسي قدر تحکمانه هوتا تها* - اس کے زبردست اور مضبوط
کیرکٹر، مختلف مذاهب سے رواداري، بهن سے غایت درجه
کي محبت و عقیدت اور علم ادب، موسیقي اور فنون لطیفه
سے شغف کي تصدیق چیني سیاح نے بهي کي هے - هرش
کو هم حقیقت میں ایك غیر معمولي انسان اور حکمران
تصور کرسکتے هیں، لیکن هرش کے ناٹکوں میں عام بادشاه
کي جو تصویر کهینچي گئي هے، وه اس زمانه کے فرمارواؤں کے
کمزور اور عیاش هونے پر دلالت کرتي هے - ایسے عام بادشاهوں
کي سلطنت کا شیرازه اپنے قیام کے لئے وفادار برهمن وزیروں کے
حسن تدبیر کا مرهون منت هوتا تها، لیکن یهه وزیر بهي
کوٹلیا کے ارتهه شاستر کے سیاسي فلسفه کي لغزشوں سے
بالاتر نه هوتے تهے - عام طور پر راجه کي کئي کئي رانیاں هوتي
تهیں، جو اس کے انتقال پر اس کے ساتهه ستي هوجاتي تهیں† -
ان کے علاوه اس کے حرم میں بہت سي کنیزیں بهي داخل
هوتي تهیں - حرم سرا کي حفاظت کبڑے، بونے اور عمر
رسیده آدمي کرتے تهے‡ - بڑي راني عموما زنانه کي نوجوان

* ٹین مسافر - صفحه ۲۴ -
† پریا درشک - صفحه ۱۷ -
‡ پریا درشک - صفحه ۷۵ -
اس زمانے میں هیجڑے ضرور پائے جاتے هونگے کیونکه اس سے پیشتر منو اور
مہا بھارت میں بھي ان کا ذکر آتا هے -

اور خوبصورت عورتوں سے بے حد حسد کیا کرتی تھی - لیکن جب ان میں سے کوئی اعلیٰ اور کوئی شریف گھرانے کی ثابت ہوجاتی' تو بڑی رانی راجہ کو اس سے شادی کرلینے کی رضامندی دے دیتی تھی' اور اُسے اپنی سوکن سے مساوات کا برتاؤ کرنا پڑتا تھا -

خواتین اور اُن کے اطوار و عادات

اعلیٰ طبقہ کی عورتوں میں پردہ کا تھوڑا بہت روا تھا - بعض جگہہ رانی کے نقاب کا بھی ذکر آتا ہے* ' اور ڈراما سے یہہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ جب راجہ نے اپنی رانی کو جادوگر کے کرتب دیکھنے کے لئے بلایا تو پہلے سب لوگوں کو کمرے سے باہر چلے جانے کا حکم دیدیا† - رانی کی ایک رفیقہ کا ذکر بھی ''علامہ خاتون'' کی حیثیت میں آتا ہے' جو کسی اعلیٰ طبقہ کی عمر رسیدہ عورت تھی' اور شاہی خاندان کے دل بہلانے کے لئے چھوٹے چھوٹے ناٹک یا ایک آدھہ نظارہ (سین) تصنیف کرکے انہیں دکھانے کا اہتمام کیا کرتی تھی‡ -

---

* رتناولی - ایکٹ ۳ - ناگ نند - ایکٹ ۳ -

† رتنا ولی - ایکٹ ۴ -

‡ پریا درشک - صفحہ ۴۷ -

اُونچے گھرانوں کي دوشیزہ لڑکیوں کو موسیقي' رقص اور سازندگي کے ہنر سکھائے جاتے تھے -

برہمن مسخرہ

شاہي عشق و محبت کي ریشہ دوانیوں کے سلسلہ کا دار و مدار عموماً وِدُوشك یعني مسخرے کي عنایت پر ہوا کرتا تھا - یہہ مسخرہ اگر چہ ذات کا برہمن ہوتا تھا' لیکن ناٹك میں اسے قابل نفرت شخصیت بناکر پیش کیا جاتا تھا - یہہ حرص و آز کا بندہ تھا' اور معمولي غلام بھي اس کا مضحکہ اُڑاتے تھے* - ایك ناٹك میں برہمن وِدُوشك کو ایك غلام بري طرح گھسیٹتا ہے' اس کا مقدس زُنّار توڑ دیتا ہے' اور نہایت دریدہ دہني سے برہمن دیوتا کو "بھورا بندر" کہکر مخاطب کرتا ہے - بان خود برہمن تھا' لیکن اس کے قلم سے بھي ایك جگہہ "چڑچڑے اور لڑاکے برہمن" کے الفاظ موجود ہیں† - نظارہ یہہ تھا کہ یہہ برہمن راجہ کي سواري کو گذرتے دیکھنے کے لئے درختوں پر

---

* ناگ نند - صفحہ ۳۴ -

† هرش چرتر - صفحہ ۲۰۹ -

چڑھ کر بیٹھے تھے، اور نیچے کھڑے عصا بردار انھیں اپنے ڈنڈوں سے بے طرح کچوکے دے رہے تھے -

ایوان شاہي

راجہ کي عادات

شاہي ایوان کي دیواریں سفید ریشمي پردے لٹکاکر آراستہ کي جاتي تھیں - فرش پر صندل کے عرق کا چھڑکاؤ کیاجاتاتھا، جس میں سے کیوڑے کي خوشبو کثرت اعلی درجہ کا مشک ملا ہوتا تھا - استعمال ہوتي تھي - کمرے میں ایک حجرہ سا بناکر اس میں سفید پلنگ اور جڑاؤ پائیدان رکھا ہوتا تھا، یہاں راجہ صاحب ورزش اور دوپہر کے اشنان کے بعد آرام فرماتے تھے - اُس وقت ایک دوشیزہ اپني "تازہ کنول کي پتي ایسي ہتیلي" سے آہستہ آہستہ ان کے پاؤں سہلایا کرتي تھي - وہ دوسرے ملکوں کے راجاؤں اور وزیروں سے یہیں ملاقات کیا کرتے تھے، اور اُن دوستوں کو بھي یہیں شرف باریابي نصیب ہوتا تھا، جو اپنے رتبہ کے لحاظ سے مقابلتاً تنہائي میں ملاقات کرنے کے مستحق تھے* - ایوان کے بعض

* کادمبري - صفحہ ۱۵ -

کمروں کي ديواريں نقش و نگار سے آراستہ هوتي تهيں - ان کمروں کو چتر شالا کہتے تھے* - هر باکمال فرمانروا عموماً سحر و ساحري کے فنون سے واقف اور زهروں کے ترياق کا ماهر هوتا تها† - ليکن راعي اور رعايا کے تعلقات سے قومي جذبات کي نشوو نما لازمي نہ هوتي تهي، حتی کہ کسي بيروني دشمن کے حملہ کے آغاز هي ميں زميندار لوگ مقابلہ کرنے کے بجائے کچھہ عرصہ کے لئے اس کے سامنے سر تسليم خم کرديا کرتے تھے - اگر راجہ کي طبيعت کا رجحان بدهہ مت کے عقايد کے جانب هوتا، تو وہ شستر باندہ کر اپني رعايا کي حفاظت کے اُس فرض سے غافل هو جاتا تها، جو ايک کشتري کي حيثيت ميں اس پر عايد هوتا تها - اس پر يهي خيال مسلط رهتا تها، کہ سلطنت کے لئے لاکھوں انسانوں کا خون بہانا مہا پاپ هے‡ -

شہر اُجين

اب هم هرش کے دارالحکومت اُجين کی آس تصوير کو ليتے هيں، جو بان نے الفاظ ميں کھينچي هے -

---

* پريا درشک - صفحہ ٥٥ -
† پريا درشک - ايکٹ ۳ -
‡ ناگ نند - ايکٹ ۳ -

اُجین ایک با رونق اور خوش و خرم شہر تھا، جو اپنی مرکزی حیثیت کی وجہ سے جنوبی اور مغربی ھندوستان کی دولت پر حاوی تھا - اس کے گرد ایک گہری خندق تھی، اور حفاظت کے لئے مضبوط فصیل بنی ہوئی تھی، جو چونا مٹی سے سفید نظر آتی تھی - متعدد مقامات پر نیلے آسمان پر باتیں کرتے ہوئے اونچے بُرجوں کا تصور بھی بان کے بیان سے بندھ سکتا ھے - بازار تجارتی مال سے بھرے ہوئے تھے - موتی، مرجان اور زمرد کی خرید و فروخت عام تھی - شہر کی تصویر گاھوں کی دیواریں دلفریب نظاروں کے نقش و نگار سے مزین تھیں - اِن تصویروں کے نفس مضمون کا اندازہ ان تصاویر سے بخوبی کیا جا سکتا ھے، جو اجنتا اور باغ کے غاروں میں اب تک موجود ھیں - دیواروں پر تصویریں دو قسم کی بنائی جاتی تھیں - ایک وہ جنمیں پانی کے رنگ تیل کے بغیر پلستر سوکھنے سے پہلے بھرے جاتے تھے، اور جنکو اطالوی زبان میں فریسکو (Fresco) کہتے ھیں - دوسری وہ جو رنگوں کے ساتھ تیل کے بجائے کوئی اور مرغن شے مثلاً انڈے کی زردی ملاکر پلستر پر لگائی جاتی تھیں - اِس ترکیب کو اطالوی میں ٹیمپرا (Tempera) کہتے ھیں - مضامین اور نظارے دیوتاؤں، راکشسوں،

ناگوں اور دوسری پرانک هستیوں کے هوتے تھے' مگر روز مرہ
زندگی کے نقوش خال خال هی نظر آتے تھے - هرش کے زمانے
میں زیادہ تر شیو جی کی پوجا هوتی تھی' جنھیں
اس زمانے کے ناٹکوں اور افسانوں میں نمایاں حیثیت حاصل
هے - چوراهوں پر مندر تھے' جن پر سفید جھنڈے لہراتے
نظر آتے تھے - عشق کے دیوتا کامدیو کی بھی پرستش هوتی
تھی - اس کے جھنڈے پر مچھلی کی تصویر بنائی جاتی
تھی - بہار اور خزاں کے موسم میں لوگوں کے خاص تہوار
منانے کا بھی ذکر ناٹکوں میں آتا هے - ان تہواروں میں
عوام کافی آزادی سے کام لیتے تھے' اور خوب شور و شغب هوتا
تھا' جو موجودہ زمانے میں هولی کے تہوار سے بہت کچھ
ملتا جلتا هے - گھنٹوں کی خوشگوار ٹن ٹن سنائی دیا
کرتی تھی' اور خاص خاص اطلاعات مثلاً راجہ صاحب
کی تشریف آوری اور مراجعت کا اعلان ناقوس کی صدا سے
کیا جاتا تھا - مقدس کتابوں کے منتروں کے جاپ کی پیاری
اور سریلی آواز اکثر کانوں میں پہونچتی تھی - بہت سے
باغ باغیچے تھے' جو هر وقت چرس یا ڈول سے سیراب هوتے
رهتے تھے - کوؤں پر پختہ تھڑے موجود تھے' اور غالباً تہ خانے
بھی هوتے تھے - ان تہ خانوں میں جانے کے لئے زینے هوتے

تھے' جیسے آج کل باؤلیوں میں پائے جاتے ھیں - اِرد گرد مفصلات ھیں گھنے درختوں کے تاریک جھنڈ تھے - دریائے سپرا جو چنبل کا ایک معاون ھے' شہر کے پاس سے ھوکر بہتا تھا' اور گرد و نواح کي سر زمین میں کنول کے پھولوں سے ڈھکي ھوئي بہت سی جھیلیں بہار دکھاتي تھیں* -

لوگوں کي طرز زندگي

اُجین کے باشندے' جیسا کہ اِس دولتمند شہر کے لوگوں کو ھونا چاھئے تھا' نہایت زندہ دل اور خوشباش تھے - انھیں اپنے تعمیرات عامہ کے نمونوں پر بڑا ناز تھا' جو کوؤں' پُلوں' مندروں اور تفرج گاھوں پر مشتمل تھے - شاھراھوں پر مویشیوں کو پاني پلانے کے لئے چھپر بنے ھوئے تھے - دھارمك وديارتھیوں کے لئے دار الاقامة اور عوام کے لئے جلسہ گاھیں تعمیر کر رکھی تھیں - اُجین والوں کے لئے سمندر کے بہترین خزانے شہر کی جانب کھنچے چلے آتے تھے - بان بھٹ کے عجیب و غریب الفاظ میں یہ لوگ "اگر چہ بہادر تھے لیکن بے حد خلیق' زبان کے میٹھے تھے لیکن راستگوئی کا دامن ھاتھہ سے نہ چھوڑتے تھے' حسین و جمیل تھے' لیکن گناہ کی آلایش سے پاك'

* کادمبري - صفحہ ۲۱

مہمان نواز تھے لیکن مہمانوں سے تحفہ تحائف کی خواهش نہ رکھتے تھے' اگر چہ دولت اور محبت کے پجاری تھے' لیکن حد درجہ کے انصاف پسند'' انھیں فنون لطیفہ سے از حد شغف تھا - ان کی گفتگو لطائف و ظرائف سے پر هوتی تھی - پوشاک شاندار اور بے عیب پہنتے تھے - انھیں غیر ملکی زبانوں میں دسترس حاصل تھی' اور فسانوں' پوتر اِتہاس اور پرانوں کی کتھا کے شوقین تھے - مگر اِس کے ساتھہ هی جواري بھی پکے تھے* - مینا اور طوطے بڑے شوق سے پالتے تھے - هودج سے سجے هوئے یا بلا عماري هاتھی کثرت سے پائے جاتے تھے' اور گھوڑے بھی هر جگھہ نظر آتے تھے - بان کی اِس لفظی تصویر کی تصدیق اُن تصویروں سے بھی هوتی هے' جو غاروں میں موجود هیں -

دیہات' جنگل' آشرم اور چنڈالوں کي فرودگاهیں

ملک کی آبادي گنجان نہ تھی - اِس امر کا کوئی ثبوت نہیں ملتا' کہ سڑکوں وغیرہ کا کوئی قابل تعریف انتظام موجود تھا - بہت سا رقبہ جنگلوں سے پٹا پڑا تھا' جن میں هاتھیوں کی کثرت تھي '' سیکڑوں شیر ببر

* کادمبري - صفحہ ۲۱۱ و ۲۱۲

دھاڑتے پھرا کرتے تھے جنگلوں میں سنیاسیوں کے آشرم اور پشچاتاپ کے لئے تپوبن تھے - ایسے مقاموں پر شکار کے دوران میں اکثر راجہ مہاراجہ اُترا کرتے تھے - سنیاسیوں کے آشرم صنف نازک کے اثر سے خالی نہ تھے - ناٹکوں میں راجاؤں کی اکثر عاشقانہ ریشہ دوانیوں کا مرکز کوئی اعلیٰ گھرانے کی دو شیزہ ہوتی ہے، جس نے کسی سنیاسی مہاتما کی دھرم پُتری کی حیثیت میں اپنی ہی صنف کی بہت سی سہیلیوں میں پرورش پائی ہوتی ہے -

بان نے ایک بڑی عجیب وحشی آبادی کا ذکر کیا ہے - یہ چنڈالوں کی ایک فرود گاہ تھی، جسے بان بھٹ نے دنیا بھر کی بدعنوانیوں کا گہوارہ لکھا ہے - چنڈالوں کے لڑکے شکار کھیلنے، کتوں کی ڈوریاں کھینچنے اور چھوڑنے، باز سِدھانے، جال کی مرمت کرنے، ہتیار سجانے اور مچھلیاں پکڑنے میں مصروف نظر آتے ہیں - ان کے جھونپڑے بانس کے گھنے جنگلوں میں پوشیدہ ہوتے تھے - احاطوں کی حدود کھوپریوں کے خرمنوں سے بنی ہوتی تھیں - راستوں میں جو کوڑا کرکٹ کے ڈھیر ہوتے تھے، ان میں ہڈیاں کثرت سے پائی جاتی تھیں - جھونپڑے کے صحن میں خون، چربی اور گوشت کے لوتھڑوں کی کیچڑ سی ہوتی تھی - ان کا ملبوس بھدے سے جنگلی

ریشم کا ہوتا تھا، اور بستر کي جگھہ یہ لوگ خشک کھالیں استعمال کرتے تھے - ان کے گھروں میں سنتري کا کام کتوں سے لیاجاتا تھا، اور یہ لوگ گایوں پرسوار ہوتے تھے - اس وحشت انگیز لفظي تصویر کا لب لباب بان نے اس مختصر مگر پُرمعني فقرہ میں ادا کردیا ہے، کہ "یہ جگھہ تمام جہنموں کا نقشہ تھي* " - شاید یہ لوگ ان جرائم پیشہ قبائل کے آباواجداد تھے، جن کي فرودگاہیں آج کل بھي ہندوستان میں پائي جاتي ہیں - البتہ ان لوگوں پر آج کل کي سي پابندیاں عاید نہ تھیں، اور معلوم ہوتا ہے، کہ وہ مقابلتا خوش حال اور فارغ البال تھے - یا شاید وہ ان قبائل کے نمائندے ہوں، جن کا بہت بڑا حصہ رفتہ رفتہ عام آبادي میں گُھل مل چکا ہو -

شوجی کا اُپاسک

ہرش چرت میں ایک شیوبہسوي کي شکل وصورت اور لباس کا مفصل بیان موجود ہے، جس کا مطالعہ ہمارے لئے کار آمد ہوگا - اس کے ساتھہ جوگیوں کا ایک جگھت تھا - وہ صبح سویرے اتھہ کر اشنان کرتا،

* کادمبري - صفحہ ۲۰۴

آٹھوں مقررہ طریقوں پر پھولوں کي بھینٹ چڑھاتا اور ھون کا اھتمام کرتا تھا - زمین پر گائے کے تازہ گوبر کا چوکا دیا جاتا تھا - تپسوي شیر کي کھال کے آسن پر بیٹھتا تھا ' جس کے گردا گرد بھبوت کي ایك لکیر مینڈ ایسي بني ھوتی تھی - تن ڈھانکنے اور سردي سے بچنے کے لئے وہ ایك سیاہ اُونی چولا استعمال کرتا تھا - اپنے بالوں کو اُوپر کی جانب اِکٹھے کرکے گرہ دے لیتا تھا ' اور اس کي جٹاؤں سے مالا کے گول گول منکے لٹکتے نظر آتے تھے - عمر پچپن سال کے قریب ھو گي - سر کے کچھہ بال سفید ھو گئے تھے ' اور چندیا کھیں کھیں سے گنجي نظر آتي تھي - کان بالوں سے ڈھك رھے تھے - مستك چوڑا تھا ' اور اِس پر بھبوت کا تلك لگا رکھا تھا ' - کبھي کبھي وہ تیوري چڑھا لیتا تھا - اس کي لمبی لمبي آنکھیں زردي مائل تھیں ' اور ان کے گوشوں میں لال لال ڈورے دکھائي دیتے تھے - اس کی ناك کا سرا گرڑ پنکھی کی چونچ کی طرح مڑا ھوا تھا - دانت گرنے شروع ھو گئے تھے ' لیکن جو باقی تھے ' وہ " شو مہاراج کی کلغی کی مانند سفید تھے ' وہ شو مہاراج جو ھر وقت اس کے دل کے سنگھاسن پر براجمان رھتے تھے " - اس کا ھونٹ ذرا نیچے کو لٹکا ھوا تھا - لمبے لمبے کانوں میں بلوري مندرا شوبھا دے رھي تھیں - ایك

بازو میں لوہے کا کنگن پہن رکھا تھا ' اور جڑي بوٹیوں سے مرکب ایك تعویذ بندھا ہوا تھا - داثیں ہاتھہ سے مالا جپتا رہتا تھا - اس کے سینے پر لٹکتی ہوئی لمبی داڑھی گویا ایك جھاڑو تھی ' جو سینے کو خواہشات کے گرد و غبار سے پاك و صاف کر رہی تھی " - لنگوٹ پوتّر کتان کا بنا ہوا سفید تھا - اس کے پاؤں کے تلوے ملائم اور سرخ تھے ' اور وہ ہر وقت کھڑاؤں پہنے رہتا تھا ' جو بالکل سفید اور پانی سے ڈھلی ہوتی تھیں - اس کے پاس بانس کا ایك ڈنڈا تھا ' جس کے سرے پر لوہے کا سوا لگا ہوا تھا - بات چیت بہت کم اور آہستہ آہستہ کرتا تھا ' اور ساتھہ ہی مسکراتا جاتا تھا - اس کے متین اور فرسودہ چہرے پر رحم دلي اور دانائي کي جھلك نظر آتي تھي - اس کي فیاض صورت سے صداقت و پاکیزگي ' صبر و اِستقلال اور روحاني مسرت ٹپکتي تھی - بان بھٹ کے الفاظ میں " یہ ہے مہاتما بھیرو چاریہ کي تصویر " جو سچ مچ شوجی کا اوتار تھے* " -

اس قسم کي بہت سی لفظی تصویریں موجود ہیں ' لیکن ہم صرف دو اَوْر تصویروں کے سرسري معاینہ پر اکتفا کرینگے - ایك تو یہ ' کہ راجہ کے گھر میں فرزند تولد ہونے پر کس طرح

---

* ہرش چرت - صفحہ ۲۶۳ و ۲۶۴ -

جشن منایا جاتا تھا ' اور دوسرے وندھیاچل میں ایک دوردست گاؤں کا جو نقشہ بان نے کھینچا ھے ' اُس پر سرسري نظر ڈالینگے -

راجکمار کی تولید پر جشن تہنیت

جب راجہ کے یہاں فرزند نرینہ پیدا ھوتا ' تو یہ مژدۂ جاں فزا شہر کے تمام لوگوں تک پہنچادیا جاتا ' اور وہ دل کھول کر خوشیاں مناتے تھے - اس وقت بے جان چیزوں میں بھی مسرت و انبساط کی ایک لہر دوڑتی نظر آتي تھی - اُسي وقت نرسنگھوں میں سے کسي کے بجائے بغیر بلند اور سریلي آواز خود بخود نکلنے لگتي تھي ' ڈھول اور مردنگ آپ سے آپ زور زور سے بجنے لگتے تھے ' گویا بے کہے سنے خود اپني رضا و رغبت سے خوشیاں منانے لگتے تھے - گھوڑے اپنے ایال ھلا ھلا کر جوش مسرت سے ھنہناتے تھے - ھاتھي اپني سونڈ اُوپر اٹھاکر اس جشن عام میں حصہ لیتے تھے - ھولی کي طرح آگ کے شعلے آسمان کي طرف بلند ھوتے نظر آتے تھے - برھمن دیوتا سفید لباس پہنے ' ویدمنتروں کا جاپ کرتے ننھے راجکمار کو اشیرباد دینے آتے تھے - خاندان کے بڑے بُوڑھے جلد جلد شاھي محل میں جمع ھونے لگتے - اس تقریب سعید پر

بہت سے قیدي آزاد کئے جاتے ' اور وہ اپني لمبی لمبی گرد آلودہ
ڈاڑھیاں ھلاتے اُچھلتے کودتے ھجوم میں جا شامل ھوتے -
مسرت و شادمانی کے اس جوش و خروش میں شاہی محل کا
سارا نظام درھم برھم ھوجاتا - خلقت کا ھجوم عصا برداروں
کی ذرابھی پروا نہ کرتا - لوگ رنواس تک جاپہنچتے تھے - اس
وقت آقا اور غلام ایک ھی سطح پر نظر آتے ' بچے بوڑھے کی
کوئی تمیز نہ رھتی ' عالِم اور جاھل دوش بدوش دکھائی دیتے '
با ھوش اور بدمست میں کوئی فرق نہ رھتا ' امیر زادیاں
اور عام کوچہ گرد عورتیں ایک ھی انداز میں قہقہے لگاتی
دکھائی دیتیں - غرض شہر کا شہر دنیا و مافیہا سے بے خبر
رنگ رلیاں مناتا نظر آتا تھا - ھمسایہ راجاؤں کی رانیاں
ھزاروں کی تعداد میں اپنے بیچھے خادموں اور ماماؤں کے سروں
پر بے شمار تحفے لوائے شاھي محل کي طرف آتي دکھائي
دیتي تھیں - شراب خانوں سے بادۂ گلرنگ کے فوارے چھوٹنے
لگتے تھے، اور لوگوں کا بے مہار ھجوم بے جھجک بیہودہ چھیڑ
چھاڑ کرتا اور بے روک ٹوک اُودھم مچاتا پھرتا تھا - سب لوگ
ایسے بیہوش و بے خود ھو جاتے تھے' جیسے پاگلوں کا تہوار منایا
جا رھا ھو' کیونکہ یہ راجکمار کی تولید سعید کا دن تھا*

---

* ھرش چرت - صفحہ ۱۱ لغایت ۱۲ -

کوہ وندھیاچل میں ایک گاؤں

کوہ وندھیاچل کے جنگلي گاؤں کے گرد دور دور تک جنگل پھیلے ہوئے تھے - یہاں بڑ کے دیوسار درخت نظر آتے تھے' جن کے گرد خشک شاخوں سے گایوں کے لئے باڑے بنا رکھے تھے - شیر اکثر چھوٹے موٹے بچھڑوں پر حملہ کر کے انھیں مار ڈالا کرتا تھا' اس موذي کو پھانسنے کے لئے جھلائے ہوئے کسانوں نے پھندے لگا رکھے تھے - جنگلوں میں کہیں کہیں دھانوں کے کھیت' کھلیان' اور فصلیں نظر آتي تھیں - کاشت بہت کم ہوتي تھي' اور زیادہ تر کھیتوں کو پھاوڑے سے کھود کر بیج بویا جاتا تھا - کھیتوں میں اونچے اونچے مچان بنا رکھے تھے' جہاں سے لوگ فصل کي حفاظت کرتے تھے' اور جنگلي جانوروں کو آتے دیکھہ کر ڈرا دھمکا کے بھگا سکتے تھے - سڑک پر کے درختوں سے چھوٹي چھوٹي منڈھیاں بنائي ہوئي تھیں - ان میں لکڑي کي تپائیوں پر پاني کے برتن رکھے ہوئے تھے - یہاں سورج کي تپش سے بڑا آرام ملتا تھا - کہیں کہیں لوہاروں نے کوئلہ تیار کرنے کے لئے بھٹیاں بنا رکھیں تھیں' جن میں لکڑي کے انبار جل رہے تھے - گاؤں کے لوگ بڑے بڑے کلہاڑے کندھوں پر رکھے اور کھانے کے برتن گلے سے لٹکائے ایندھن جمع کرنے آیا کرتے تھے - کبھی ان کے آگے

قوي هیکل بیلوں کي جوڑیاں بھي ھوتي تھیں - شکاري اور چڑیمار ھاتھوں میں جال اور پنجرے لئے اپنے شغل کي دھن میں پھرا کرتے تھے - لوگ ھر قسم کي جنگلي پیداوار مثلاً شہد، مور کي دُم کے پر اور موم وغیرہ جمع کر کے گاؤں میں لے آتے تھے - عورتیں جنگلی پھلوں کے ٹوکرے سروں پر دھرے چلی آتي تھیں - گنّوں کے احاطے بھی تھے، جن کی پرداخت بڑي احتیاط سے کی گئی تھی، اور اِرد گرد باڑ لگا رکھی تھي - اِدھر اُدھر جہاں دیکھو کالے ھرن چوکڑیاں بھرتے نظر آتے تھے - گاؤں والوں کي جھونپڑیاں بانس اور کانٹے دار جھاڑیوں کے درمیان ایک دوسرے سے دور دور تک پھیلي ھوئي تھیں - زمین میں کھونٹے گاڑ کر چھوٹے بچھڑوں کو ان سے باندھ رکھا تھا - مرغوں کي اذان سے بکھرے ھوئے گھروں کے محل وقوع کا پتہ چلتا تھا - دیواریں بانس کے پتّوں، شاخوں اور گھاس پھونس سے بني ھوئي تھیں - ان میں کہیں کہیں رنگ کے چھینٹے بھي نظر آ جاتے تھے - لوگوں نے چھوٹے چھوٹے جانور مثلاً جنگلي بِلّیاں، سدھائے ھوئے سانپ اور نیولے بڑي محبت سے پال رکھے تھے - اس سے اندازہ ھو سکتا ھے، کہ ان دیہات کي طرز زندگي اور جنگلي زندگي میں کس قدر یگانگت تھي* -

---

* ھرش چرت - صفحہ ۲۲۵ لغایت ۲۲۹

نسلیں اور لباس

ادبي نقّاش کے قلم سے نکلے هوئے اِس مرصّع بیان کو چھوڑ کر هم اُن اقتصادي کوائف کا مطالعہ کرینگے، جو چیني سیاح کے سفر نامہ میں سے مقابلتاً سادہ عبارت میں اخذ کئے جا سکتے هیں - لیکن اس سے پہلے چند ایسے امور کي طرف توجہ کرنا مفید ثابت هوگا، جو اُس زمانے کي سنگ تراشي اور نقاشي سے واضح هوتے هیں - اَجنتا کے غار* میں (جس کي تاریخ چھٹي سے ساتویں صدي عیسوي تک شمار کر سکتے هیں) کھدائي کا نہایت دلکش کام موجود هے، جو ستونوں کے بالائي حصوں کي تختیوں پر کیا هوا هے - یہ کام اِس قدر بلندي پر هے، کہ اِس کي شکلوں پر عام سیاحوں کي نظر بہت کم پڑتي هے - نسواني شکلوں کے خط و خال اور قد و قامت قریب قریب یوناني هیں - بعض دوسرے غاروں میں اکثر چہروں کي شکل و شباهت اور سر کا لباس ایراني بھي هے - کیا یہ کام یوناني یا ایراني نمونوں کے مطابق تیار کیا گیا تھا؟ مہاتما بُدھ یا بودھي ستو اور هاتھ میں پھول لئے هوئے اِندر دیوتا کي تصویروں کے هلکے

---

* کاٹبرنگٹن - تصویر ۳۵ -

اور نفیس* خطوط سے معلوم ہوتا ہے، کہ اُس زمانے میں مصوري کا فن نفاست کے اعتبار سے کس عروج پر پہنچ چکا تھا - ایک تصویر میں سیاہ گھنگریالے بالوں والا راجکمار اشنان کرتا دکھایا گیا ہے† - وہ ایک چوکي پر بیٹھا ہے، اور خادم اُس پر برتنوں میں سے پاني ڈال رہے ہیں - اِس تصویر سے بان بھٹ کي لفظي تصویر کي خوب تشریح ہوتي ہے - باغ کے غاروں میں گویا عورتوں کے دو گروہوں کي تصویریں ہیں،‡ جو ترکیب تصویر پر انتہائي قدرت، ہاتھوں اور چہرے کے نہایت نفیس اور دلکش نقوش اور بحیثیت مجموعي ہو بہو تصویر اُتار نے کے فن کے اعلیٰ معیار پر دلالت کرتي ہیں - یہ بات بھي قابل ذکر ہے، کہ چہروں کي رنگت ایک دوسرے سے مختلف ہے - گورے چٹے سے لیکر کالے بھجنگ تک ہر رنگ کے چہروں کي تصویریں موجود ہیں - اسي طرح خط و خال اور سر کے لباس میں اختلاف ہے - تصویروں میں جو کپڑے پہنا رکھے ہیں، ان میں بھي کمي بیشي پائي جاتي ہے - قریبا عریاں سے لیکر اُن پورے ملبوس میں بني ہوئي تصویروں

---

* اجنٹا - تصویر ۱۱
† اجنٹا - تصویر ۱۲
‡ باغ - تصویر د ر ۲

تک موجود ھیں، جو اِن دونوں گروھوں کے مرکزوں میں نظر آتی ھیں - معلوم ھوتا ھے، اس وقت تک ھندوستان کي آبادي میں نسلي اختلاط نے ابھي مستقل صورت اختیار نہ کي تھی - علم ادب اور روایات کي صورت میں جو شہادت دستیاب ھوتی ھے، اُس سے بھي ھم یہي نتیجہ اخذ کر سکتے ھیں -

انواع حقیت اراضي

جن اقتصادي کوائف کا ضمنا ذکر ھو چکا ھے، ان کے علاوہ بعض مزید حالات مختصراً بیان کئے جا سکتے ھیں - مادھوبن (ضلع اعظم گڑھہ) کے عطیہ کا جو پتہ تانبے کي تختي پر کندہ ھے،* اس سے پانچ قسم کے محاصل کا پتہ چلتا ھے، جو دیہات میں زمین کے قابضوں کو ادا کرنے پڑتے تھے، یعني (۱) تُلامایا، (۲) پیدا وار کا ایک مقررہ حصہ، (۳) نقد رقم، (۴) ذاتي خدمات، اور (۵) دیگر محاصل - تلامایا سے کیا مراد ھے؟ غالبا یہ تلائي سے ملتي جلتي کوئي رسم ھوگي، جو آج تک پراني روش کي دیہاتي منڈیوں میں رائج ھے - ھمارے لئے یہ کہنا مشکل ھے، کہ پیدا وار

* ایپگرافیا انڈیکا - صفحہ ۱۲۹

کا حصہ، نقد روپیہ اور ذاتي خدمات تینوں کي تینوں
هر قابض اراضي کو بہ یك وقت ادا کرني پڑتي تهیں
یا مختلف قسم کي زمینوں سے قسم وار تینوں میں سے
کوئي چیز وصول کي جاتي تهي - اغلب یهي هے، که
کسي خاص حقیت اراضي پر ان میں سے کوئي
نه کوئي قابل ادا هوگي ' لیکن ساته هي گاؤں میں یا
بحیثیت مجموعي تمام دیہات مین سب کي سب مروج
هونگي - دیگر " محاصل " کي وسیع اِصطلاح میں ممکن
هے وہ مختلف قسم کي رقوم ابواب یا سوائي بهي شامل
هوں، جو آج تك دیہات میں وصول کي جاتي هیں -

دیگر محاصل حکومت

یؤان چوانگ لکهتا هے، که هندوستان پر محاصل کا
بوجهه چین کي نسبت هلکا تها، اور حکومت بهي سخت
اور جابر نه تهي - لیکن پهر بهي وہ اپنے وطن کو هندوستان
سے بدلنے پر راضي نه تها - هندوستان میں خاندانوں کا
اِندراج رجسٹروں میں نه هوتا تها، اور لوگوں کو جبري
مزدوري یا بیگار بهي نهیں کرني پڑتي تهي - ظاهر هے، که
اس نے کلي یا جزوي ذاتي خدمات متعلقه اراضي کو جبري

مزدوري ميں شامل نهيں كيا - شاهي مقبوضات چار حصوں ميں منقسم هوتے تهے' ايك حكومت كے معمولي اخراجات اور حكومت كي طرف سے جو پوجا پاٹ كا اهتمام هوتا تها اُس كے لئے' ايك اعلى سركاري عهده داروں كي جاگيروں كے لئے' ايك اعلى دماغي قابليت پر انعام و اكرام كے لئے' اور ايك مختلف مذهبي فرقوں كو تحفه تحائف دينے كے لئے - شاهي كاشتكاروں سے پيداوار كا چهٹا حصه لگان كے طور پر ليا جاتا تها - اراضي كے عطيات كا بهت رواج تها' اور سركاري عهدهداروں كو تنخواه كے بجائے عموما جاگيريں دي جاتي تهيں* -

پيداوار : اطوار اور رسوم

چُنگي كا محصول رائج' تها اور معابر پر سے تجارتي مال گزارتے وقت بهي خفيف سا محصول ادا كرنا پڑتا تها - كهيتوں ميں دهان اور گيهوں كثرت سے پيدا هوتے تهے - ان كے علاوه سرسوں' خربوزه اور كدو كي كاشت بهي هوتي تهي - لوگوں كي عام خوراك دودهه' گهي' شكر' چپاتي اور بهنے هوئے اناج پر مشتمل تهي' اور سرسوں كا تيل بهي استعمال كيا

* يؤان چوانگ - جلد ١ صفحه ١٧٦ و ١٧٧ -

جاتا تھا - مچھلی' بھیڑ اور ھرن کا گوشت بھی لذیذ کھانوں کے طور پر استعمال ھوتا تھا - پینے کے لئے مختلف ذاتوں کے لئے مختلف اشیاء مخصوص تھیں' جن میں سے ویش لوگ ایک تیز اور مقطّر منشی عرق پیتے تھے - یہاں کے لوگ ھاتھہ سے کھانا کھاتے تھے' چینیوں کی طرح چمچہ اور بانس کی چمٹی سے کام نہ لیتے تھے - البتہ بیماری کی حالت میں تانبے کے چمچے استعمال کئے جاتے تھے* -

بیماری اور موت

بیماری کی حالت میں سات دن کے لئے مریض کی خوراک بند کردی جاتی تھی - اگر اس فاقہ سے مرض دور نہ ھوتا' تو پھر دوا دارو شروع کرتے - غالبا اُس وقت بھی آج کل کی مانند جنھیں خدا نے دے رکھا تھا' وہ ضرورت سے زیادہ کھا لیتے تھے' اور جن بیچاروں کا گزارہ ھی مشکل سے ھوتا تھا' وہ قوت لایموت کو بھی ترستے تھے - مردے کی نعش یا تو جلا دیتے تھے یا دریا میں بہا دی جاتی تھی' اور یا اُسے یونھی جنگلی جانوروں کا پیٹ بھرنے کے لئے پھینک دیتے تھے - برھمنی

---

* یوان چوانگ - جلد ۱ - صفحہ ۱۷۶ لغایت ۱۷۸ -

مذهب کے پیرو اپنے مُردوں کا ماتم رو پیٹ کر کیا کرتے تھے - لیکن بدھ مت والوں میں اِس کا رواج نہ تھا * - دونوں مذاهب والوں کا تناسب مختلف مقامات پر مختلف تھا - اکثر جگہ یہ برابر برابر بھي هوتے تھے -

جرائم : ذات پات

مجرموں کو بڑی سخت سزائیں دیجاتي تھیں' لیکن جرائم کي کثرت نہ تھي - مجرم کو معاشرتي دائرہ سے خارج کر دیتے تھے' اور عمر بھر کے لئے قید کر دیا جاتا تھا - مجلسي اخلاق کے خلاف عمل کرتے اور حکومت یا باپ سے غداري کے مجرم کا کوئي عضو مثلاً ناك' ایك کان' ایك هاتھ یا ایك پاؤں کات ڈالتے تھے' یا اُسے جِلاوطن کر دیا جاتا تھا - بعض جرائم کي سزا فریق ثاني کي رضامندي سے جرمانے هي تك محدود رهتي تھي - ملزم کے مجرم یا بیگناہ هونے کا فیصلہ کرنے کے لئے مختلف آزمائشیں بھي مقرر کر رکھي تھیں' مثلاً اگر ملزم پاني میں پھینك دینے پر ڈوبنے سے بچ جائے' تو اُسے جرم سے بري سمجھ لیا جاتا تھا - اِسي طرح

---

* یؤان چوانگ - جلد ۱ - صفحہ ۱۷۴ و ۱۷۵ -

ترازو، آگ اور زهر سے بهي مدد لي جاتي تهي* - مشهور چار ورنوں کے علاوہ ملک میں بے شمار مخلوط ذاتیں موجود تهیں† -

هندوستانی اخلاق واطوار

یہ تفصیلات کچھ بہت مکمل نہیں هیں، لیکن ان سے چیني سیاح کے خیالات کا اظہار هوتا هے' اور ان خیالات کے لئے وہ همارے شکریہ کا مستحق هے' اُسنے هندوستانی اخلاق کے اندازہ میں بهي بڑي فراخدلي سے کام لیا هے - ان امور کے متعلق هندوستاني علم ادب سے جو شہادت دستیاب هوتي هے' وہ چونکہ خود اهل ملک کي طرف سے هے' اِس لئے مقابلتاً زیادہ مکمل اور مفصل هے -

---

* یؤان چوانگ - جلد ۱ - صفحہ ۱۷۱ و ۱۷۲ -

† یؤان چوانگ - جلد ۱ - صفحہ ۱۶۸ -

لکچر سویم

(دسویں اور گیارھویں صدي عیسوي)

اسناد و شواهد

هند وسطی کے دوسرے دور پر غور کرتے وقت، جو قریبا دسویں اور گیارھویں صدي سے شروع هوتا هے، هم یان بهت ایسے فسانه نگار کي کھینچي هوئي لفظی تصاویر کي مدد سے محروم رهینگے - بخلاف اس کے همیں هندوستاني خیالات کے متعلق مسلم فلسفي اور ریاضي دان البیروني کے متین بیان سے کام لینا هوگا - البیروني نے یه حالات قریباً (سنه ۱۰۳۰ع) میں قلمبند کئے تھے، اور وہ محض اتفاقیه طور پر بعض ایسے کوائف و رسوم کا ذکر کرگیا هے، جن سے هندوستان کي معاشرتي زندگي پر روشني پڑتي هے - اس کے علاوہ مسلمان جغرافیه دانوں اور مؤرخوں کي تصنیفات میں بھي هندوستان کا کچھه حال ملتا هے - لیکن یهه کچھه غیر مسلسل سا هے، کیونکه سنده پنجاب اور ساحل بحر سے آگے

مسلمانوں کو بہت کم دخل حاصل تھا - تاهم دیگر ذرائع
سے حاصل کي هوئي واقفیت کي توضیح و تکمیل میں ان سے
بہت کچھہ مدد ملتي هے - ادب ڈراما میں همارے پاس
راجشیکھر کا ناٹك کپور منجري موجود هے ، جس کي تاریخ
تصنیف قریبا سنه ٩٠٠ع معین کي جاسکتي هے - اس کے علاوہ
راجشیکھر کي چند اَور تصنیفات بھي هیں' جو اگرچه اِس
قدر مفید نہیں' مگر کار آمد ضرور هیں - کپور منجري کا
ناٹك تمام و کمال پراکرت میں هے - اس کے متن کا مطالعہ هم
ستین کونو (Sten Konow) کے تیار کردہ قابل تعریف ایڈیشن
میں کرسکتے هیں - متن کے علاوہ اِس میں سي-ایچ لانمین
(C. H. Lanman) کے قلم سے انگریزي ترجمه بھي موجود هے -
غالباً آپ کو معلوم هوگا' که اس کا ایك هندي ترجمه بھي
بنارس سے شائع هوا تھا' جو هندي کے مشہور و معروف ودوان
پنڈت هریشچندر نے سنه ١٩٣٩ع بکرمي سنه ١٨٨٣ع میں
کیا تھا - جہاں تك کتبوں کا تعلق هے ' ان کي خاصي
تعداد جمع کرلي گئي هے' اور ان کي ترتیب و تشریح کے
متعلق بھي کچھہ کام هوچکا هے - ان کا مطالعہ کرنا چاهو '
تو کتبات هند (Epigraphia Indica) کي ضخیم جلدیں
موجود هیں یا اِنڈین اینٹکوري (Indian Antiquary) یا

ایشیاٹك سوسائٹي آف بنگال، رائل ایشیاٹك سوسائٹي (لنڈن
كي شاخ بمبئي ' اور خود رائل ایشیاٹك سوسائٹي لندن یا
اُن دوسري علمي انجمنوں کے رسائل وجرائد سے هوسکتا هے '
جو مشرقي ممالك میں دلچسپي لے رهي هیں - سوم دیو کا
کتھاسرت ساگر قریباً سنه ١٠٧٠ع میں لکھا گیا تھا - اِس
فسانوں کے مجموعه میں قدیم زمانه کے متعلق بھي عام قصه
کہانیوں اور علم ادب سے اخذ کیا هوا بہت سا مصالحه
موجود هے ' لیکن فسانوں کے انداز بیان سے خود اِس دور کي
معاشرتي زندگي کے متعلق بھي کافي اشارات مل جاتے هیں
اس زمانه کي نقاشي ' مصوري اور فن تعمیر کا مطالعه بہترین
طریق پر ایلیفنٹا اور ایلورا کے غاروں یا چندیل راجپوتوں
کے مندروں اور عمارتوں میں هوسکتا هے - جن کے نہایت نفیس
نمونے اب تك ریاست کھجراه واقع بُندیل کھنڈ میں موجود
هیں - پوري میں جگن‌ناتھه جي کا مندر سنه ١١٥٠ع کے قریب
تعمیر هوا تھا - اِس میں سنگ تراشي کے بعض نمونے اگرچه
بعد کے زمانه سے تعلق رکھتے هیں' تاهم اِن سے کچھه
ایسي تحریکات کا اندازه کیا جاسکتا هے ' جن کا
آغاز دسویں اور گیارهویں صدي عیسوي میں هوا
تھا -

زبانیں

پراکرتیں اور عام بول چال کی زبانیں

پنڈت هریشچندر کہتے هیں ' کہ کپور منجري ناٹک خالص پراکرت میں لکھا گیا تھا - خود اُن کے الفاظ بھي سن لیجے - لکھتے هیں ' " یہ ناٹک شدہ پراکرت بھاشا میں راج شیکھرکبي کا بنایا هوا هے" - لیکن زمانۂ حال کے یوروپین مؤرخوں نے ثابت کر دیا هے' کہ راج شیکھر کے زمانے میں سنسکرت اور پراکرت دونوں مردہ زبانیں تھیں' وہ اپنے ناٹکوں میں سور سیني اور مہاراشٹري پراکرت مخلوط صورت میں استعمال کرتا هے - اس کے زمانے (دسویں صدي) میں هندوستان کي واقعي بول چال کي زبانیں سراٹھارهي تھیں' اور وہ ایسي زبانوں مثلاً مرهٹي کے الفاظ اکثر استعمال کر جاتا تھا*-وہ خود بھي مہاراشٹرهي کا ایک برهمن تھا' لیکن قنوج کے دربار میں جاکر وهاں کے راجہ کا گرو مقرر هوگیا تھا- بول چال کي جدید زبانیں اس زمانہ میں معرض وجود میں آنے لگي تھیں' اور اس وقت تک غالباً ایک دوسري سے اس قدر مختلف

* کپور منجري - صفحہ ۲۳۶ -

نہ تھیں، جتنی بعد میں ہوگئیں - سنسکرت اور پراکرتوں پر عبور حاصل کرلینے پر، پنڈت لوگ بے تکلف سارے ہندوستان کا سفر کرسکتے تھے - مختلف مقامات پر ان کی گفتگو نہ صرف کتابی زبانوں کے ذریعے پڑھے لکھے لوگوں کی سمجھ میں آجاتی تھی، بلکہ اَپ بھرنسوں کے ذریعے عوام سے بھی کام چل جاتا تھا - اِن اَپ بھرنسوں کو سنسکرت سے غالبا وہی تعلق ہوگا، جو یورپ کے عہد وسطیٰ میں اطالوی اور فرانسیسی کو علمی، مذہبی یا قانونی زبان لاطینی سے ہوتا تھا - اَپ بھرنسوں سے مقامی اثرات و ضروریات کے باعث حال کی دیسی بولیاں پیدا ہورہی تھیں - دکن دیس میں دراوڑی زبانوں کے الفاظ بھی سنسکرت کے سانچے میں ڈھل گئے تھے، اور دکشنی پنڈت اپنی بولیوں کا سلسلہ سنسکرت سے ملانے پر آمادہ تھے -

شمالی اور جنوبی ہند کے تعلقات

شمالی اور جنوبی ہندوستان میں ہرش کے زمانے ہی میں کافی راہ و رسم پیدا ہوگئی تھی، لیکن اس دور میں ان تعلقات کا رشتہ اَور بھی مضبوط ہوگیا - ہرش چرت

میں جن درواں تپسویوں کا ذکر آتا ھے، اُنھیں اور خصوصاً سحر و ساحري کے کرشمے دکھانے والوں کو دکن ھي کے باشندے بتایا گیا ھے - دکن میں ھرش کا ھم عصر پالَو راجه مھندر و کرم ورمن تھا، جو ساتویں صدي عیسوي کے اوائل میں کانچي (موجودہ کانجی ورم) میں راج کرتا تھا - اس نے ایك مذاقیه ناٹك لکھا تھا - جس میں دو شمالي پراکرتیں (سور سیني اور ماگدھي) پائي جاتي ھیں - اس ناٹك میں دو مذاھب یعني بدھه مت اور شئیومت کا ذکر آتا ھے، اور دونوں مضحکه انگیز رنگ میں پیش کئے گئے ھیں - اس کي وجه غالبا ناٹك کا انداز ھے، کیونکه اس میں ھر چیز حتی که ھر قسم کے تپسویوں اور سنیاسیوں کا بھي مضحکه اڑایا گیا ھے - اگر چه اس ناٹك کا مقام واردات کانچي ھے، لیکن فضا اور عام حالات شمالي ھند کے ناٹکوں سے بہت ھي کم مختلف ھیں - شنکر آچاریه کے زمانے (آٹھویں صدي کے اواخر اور نویں صدي کے اوائل) میں ھندوستان کے خیالات و عقائد میں جو عظیم‌الشان مذھبي انقلاب رونما ھوا، اُس کي رھنمائي کا سہرا حقیقت میں جنوبي ھند ھي کے سر ھے - شنکر اچاریه نے شمالي اور جنوبي، مشرقي اور مغربي سارے ھندوستان کا دورہ کیا - اِن سیاحتوں

سے ہندوستان کے مذہبی خیالات میں بہت کچھہ یکرنگی پیدا ہوگئی - اِس کے علاوہ بدھہ مت کے خلاف جو مہم جاری تھی، اُسے بہت تقویت پہنچی، اور ناگوار فرقہ وارانہ جھگڑے دور کرکے ایک وسیع مذہبی فلسفہ کے ذریعے لوگوں میں اتحاد پیدا کرنے کی کوشش ہونے لگی - راج شیکھر کے زمانہ (تقریباً سنہ ۹۰۰) تک پہنچنے پر معلوم ہوتا ہے، کہ شمال و جنوب کے سیاسی مناقشات اِن کو زبان، علم ادب اور معاشرت کے اعتبار سے ایک دوسرے کے قریب تر لانے کا ذریعہ بن رہے تھے - کاویہ‌میمانسا کے سترھویں باب میں وہ اصل موضوع سے ہٹ کر تمام ہندوستان کے متعلق جغرافی تفصیلات بیان کرنے لگتا ہے - اُس وقت بھی آریا ورت کوہ ہمالہ اور کوہ وندھیا کی درمیانی سر زمین ہی کا نام تھا - اس کے مشرق، مغرب، شمال اور جنوب کے چاروں خِطّوں کا حال تو مفصل بیان کیا ہے، مگر وسطی علاقہ کے متعلق تفصیلات نہیں بتائیں، کیونکہ ہر شخص اِس خِطّہ سے واقف سمجھا جاتا تھا - اِس سلسلہ میں "مشرق" بنارس سے مشرق کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے* -

---

* ویدیا - جلد ۳ - صفحہ ۸ و ۹ -

نساوں کا اختلاط اور جدید معاشرتي شیرازہ بندی

راج شیکھر برھمن تھا، لیکن اِس کي بیوي چوھان نسل کي راجپوت شھزادي تھي - اونچي ذاتوں میں اس طرح باھمي رشتہ ناتہ کي اَوْر مثالیں بھي پیش کي جا سکتي ھیں - غالبا اس وقت کا رواج یہ ھوگا، کہ برھمن مرد کسی راجپوت عورت سے شادي کرلے، لیکن اس کے برعکس عمل ممنوع ھوگا - بہت سے کشتري ویش عورتوں کو چھوتي بیویوں کے طور پر حبالۂ عقد میں لے آتے تھے* - مذھب کے لحاظ سے راج شیکھر شئیو تھا، لیکن جین مت والوں کے لئے اس کے دل میں بڑي عزت تھي - وہ جنوبي ھند کے مناظر اور وھاں کے اوضاع و اطوار اور رسم و رواج کا ذکر بڑے مزے لے لے کے کرتا ھے - دراوڑ عورتوں کا ذکر کرتے وقت وہ اُن کے "سیاہ رخساروں، پاکیزہ مسکراھٹ اور سپاري کي چھال کي رگڑ سے سفید بنے ھوئے دانتوں" کا بیان کرتا ھے - "کرناٹا کي نو خیز دوشیزہ لڑکیوں کے گیسو اور لٹا (زیرین نربدا کا شمالي علاقہ) کي لھو و لعب سے رغبت" بھي اس کي توجہ کا مرکز بنتي ھے† - گندھرو بواہ جو محض مرد و عورت

* ویدیہ - جلد ۲ - صفحہ ۱۱۹ -
† کپور منجري - صفحہ ۱۸۰ و ۱۸۱ و ۲۱۳ -

کے جسمانی سنجوگ کا نام ہے اور جس میں کسی قسم کے رسوم کی ادائیگی ضروری نہیں، اس زمانے میں عام تھا، اور کتھا سرت ساگر سے نسلوں اور ذاتوں کے اختلاط کا حال بھی اخذ ہو سکتا ہے* - نہ صرف تین اعلی ذاتوں کے لوگ ایک دوسرے کے ساتھہ کھان پان کر سکتے تھے، بلکہ شودروں کے بعض قبیلوں سے بھی ان کا یہ تعلق پیدا ہو جاتا تھا† - مگر اِس میں شك نہیں، کہ اچھوتوں کی ایک خاصی تعداد موجود تھی، جو معاشرتی زندگی کے حلقہ سے بالکل باہر سمجھے جاتے تھے - وہ تحریك جس کے زیر اثر غیر ملکی جماعتیں اور اصلی باشندے نئے ہندو دھرم میں خلط ملط ہو گئے، سانویں صدی عیسوی تك کی بڑی بڑی مذہبی تحریکات کی ہم عصر تھی، جن کے بیرونی حالات کے متعلق اسناد و شواہد کمیاب ہیں - اِس تحریك کے باعث نئے سرے سے معاشرتی شیرازہ بندی ہو گئی، جس سے راجپوت صف اول میں آگئے - مزید بر آں بہت سی نئی ذاتیں پیدا ہو گئیں - پرانی ذاتوں مثلاً برہمنوں کی بلحاظ صوبجات کئی کئی مقامی ذاتیں بن گئیں، جیسے قنوجیہ

---

* کتھا سرت ساگر - جلد ۱ - صفحہ (مقدمہ) ۳۸ -

† ویدیہ - جلد ۲ - صفحہ ۲۵۱ و ۲۵۲ -

گونڑ، سروریہ وغیرہ - ان کے باہمی تعلقات منقطع ہو گئے
اور کار و بار، آپس کے کھان پان اور باہمی رشتہ ناتہ کے
متعلق نئے نئے قاعدے اور رواج معرض وجود میں آ گئے -
مختصراً ہم وہ کلیہ قبول کر سکتے ہیں، جو سر رچرڈ ٹیمپل
(Sir Richard Temple) نے ان حالات کو دیکھہ کر اخذ کیا
کہ اگرچہ ذات پات کی تفریق کا اثر "اناریہ" لوگوں پر بھی
پڑ گیا، لیکن اس کے مقابلہ میں اناریہ لوگوں نے بھی آریہ
خیالات کی رَو اور اس کی ظاہری شکل و صورت میں ایک
عظیم انقلاب پیدا کر دیا* -

صوبہ جات کے لحاظ سے چہروں کے مختلف رنگ

راج شیکھر کی تصنیف کاویہ میمانسا کے چند عجیب
و غریب فقروں سے معلوم ہوتا ہے،† کہ دسویں صدی میں
عوام الناس رنگت کے لحاظ سے کس طرح ذات پات کی تمیز
کیا کرتے تھے - کہتا ہے " لوگوں کا رنگ پورب دیس میں سانولا،
دکن میں سیاہ، پچھم میں سفیدی مائل اور اتر دیس میں
گورا ہے ".. شاعرانہ بیان میں کالے اور سانولے رنگ میں

---

* للا - صفحہ ۶۴ لغایت ۶ -
† ویدیہ - جلد ۳ - صفحہ ۹ -

اور اسي طرح سفيدي مائل اور گوري رنگت میں زیادہ تمیز نهیں کي جاتي، لیکن یہ امر خصوصیت سے قابل ذکر ھے، کہ پورب دیس میں راجپوت اور دیگر اقوام کي عورتوں کا رنگ گورا یا سفیدي مائل بھی ھوسکتا ھے - اور یہي حالت دکن دیس کي ھے" - اس سے دونتائج برآمد ھوتے ھیں، اول یہ، کہ گوري نسلیں ھندوستان کے طول و عرض میں پھیل رھي تھیں، اور دوسرا یہ، کہ باھمي میل ملاپ اور اختلاط بڑي حدتك موجود تھا - عام لوگ اِس اِختلاط کو چھپانے کے لئے اپني ذات کے متعلق اکثر ایسي باتیں گڑھہ لیا کرتے تھے، جن سے ظاھري حالات و واقعات کي ذاتوں اور ورن آشرم کے قدیم اور مستند اصولوں سے مطابقت پیدا ھوجائے - ادبِ فسانہ میں بہت سے جنگي لٹیرے قبیلوں کا ذکر آتا ھے، مثلاً بِھلّا (بھیل ؟) ساورا، کرات اور پُلند وغیرہ - بِھلّا گھٹیا درجہ کے اور بدتمیز لوگ سمجھے جاتے تھے، لیکن اِس امر کا اِعتراف موجود ھے، کہ بعض اوقات یہ بھي شرافت اور قابلیت کا ثبوت دے سکتے تھے - یہ لوگ ھیبت ناك دیوی دُرگا کو قربانیاں پیش کیا کرتے تھے لیکن اِس کے باوجود بعض اوقات رحمدلي اور شکر گزاري کے جذبات سے بھي متاثر ھوجاتے تھے *- اِس سے

* کتھا سرت ساگر - جلد ۷ - صفحہ (مقدمہ) ۹ -

واضح ہوتا ہے، کہ اس وقت تک ڈرگا کی پوجا نہ تو رائج تھی اور نہ مقبول اور اس کے بھگتوں کے لئے کسی قدر عذر خواہی کی ضرورت محسوس ہوتی تھی -

سحر و ساحری اور معجزات سے شغف

لوگوں کو ہمیشہ سحر و ساحری اور معجزات پر بہت کچھہ اعتقاد رہتا ہے، لیکن معلوم ہوتا ہے، کہ اِس دور تاریکی میں اِن باتوں نے علم ادب کی دنیا میں بھی عمل دخل حاصل کرلیا تھا - کپور منجری کے ناٹک میں حالات و واقعات کی عنان ایک ساحر ہی کے ھاتھہ میں ہے - ہیروئن کے جوہر ذاتی کی تعریف و توصیف اس واقعہ سے کی جاتی ہے، کہ اسکا ھاتھہ لگتے ہی اشوک کے درخت میں پھول نکل آتے ہیں - لڑائیوں میں انسانی شجاعت کے بجائے جادو کے ہتیاروں سے کام لیا جاتا ہے - عشق و محبت کی سلسلہ جنبانی میں شخصیت اور جوہر ذاتی کے باہمی اثر و تاثیر کے بجائے پوشیدہ سرنگوں، مافوق الفطرت ناگہانی واقعات اور ہمہ گیر ساحر کے مبہوت کن نام کا سہارا تلاش کیا جاتا ہے - راج شیکھر کے بال رامائن میں رام اور سیتا کی شاندار داستان جس انداز میں بیان کی گئی ہے، اس کے مطالعہ سے بہت سے نتائج اخذ

هوسکتے هیں - یه دس ایکٹ کا ایك ضخیم ناٹك هے، جس کا هیرو اگر راون کہاجائے، تو بجا هے - راون سیتا سے شادي کرنے کا خواهش مند تھا - اس کی نا کامي سے واقعات کا ایك دریائے موّاج رواں هوجاتا هے، جس کا سر چشمه اچھے یا بُرے انساني اغراض و مقاصد نهیں، بلکه سحر و ساحري کے کرشمے اور مردوں اور عورتوں کے بهروپ هوتا هے - گُڑیوں اور کھلونوں کے منهه میں بولتے چالتے طوطے دیکر انهیں سیتا اور ان کي بهن کي حیثیت میں پیش کیا جاتا هے، اور اس بهونڈي چال سے عوام بظاهر دهوکا کھا کر یهي سمجھنے لگتے هیں، که هم سیتا جي اور انکي بهن کودیکهه رهے هیں* -

زیور اور غازه

معلوم هوتا هے، که اس دور کي زندگي میں بناوت کو بهت دخل تھا - درباري خواتین کے زیورات اور بناؤ سنگار کي چیزوں کے متعلق جو واقفیت حاصل هوتي هے، اس سے اس امر میں ذرا بھي شك و شبهه کي گنجائش نهیں رهتي، که تعیّش اور بناوت نے نفاست کا گلا گھونٹ دیا تھا - ٹھنڈك کے لئے جسم پر زعفران ملے هوئے اُبٹن مل کر زرد

* کیتهه - صفحه ۲۳۲ لغایت ۲۳۹ -

رنگت پیدا کی جاتی تھی - اسی طرح رخساروں کے لئے بھی
زعفران کا غازہ استعمال ہوتا تھا - اس امر کی وضاحت نہیں
کی گئی ' کہ مختلف فرقوں کے لوگ اپنے اپنے فرقہ
کے مخصوص تِلک کس چیز سے لگایا کرتے تھے - کپور منجری
خاتون کا لباس ایک نیلے رنگ کا ریشمی کپڑا تھا' جو اس
نے جسم پر لپیٹ رکھا تھا - اس کے پٹکے میں لعل ٹکے ہوئے
تھے - کلائیوں میں اس نے کنگن پہن رکھے تھے - اس
سلسلے میں موجودہ زمانے کی ایک مشہور و معروف ہندی
ضرب‌المثل دسویں صدی عیسوی میں بھی مستعمل تھی'
یعنی "ہاتھہ کنگن کو آرسی کیا ؟ " اس کا مفہوم یہ تھا'
کہ ہاتھہ میں کنگن پہننے کے لئے آئینے کی کیا ضرورت ہے -
یہ آئینے غالبا کسی دھات مثلاً فولاد' چاندی یا کانسے کے
ہوتے تھے - ان کی بیرونی سطح بہت چمکیلی ہوتی تھی'
اور ایک چھوٹا سا دستہ بھی لگا ہوتا تھا - ہندوستان
قدیم کی جو یادگاریں تیکسلا کی عجائب گاہ میں جمع
ہیں' ان میں اس قسم کے آئینے بھی پائے جاتے ہیں -
گلے میں بڑے بڑے موتیوں کا ہار پہنا جاتا تھا' اور کانوں
میں بالیاں' جن میں جواہرات ٹکے ہوتے تھے - سیاہ پُر پیچ
زلفوں کو پھولوں کے گجروں سے ڈھانک رکھتے تھے' جن سے

فطرت کي تازگي کي جھلك پیدا ھوجاتي تھي - بالوں اور کانوں کي آرائش کے لئے چمپا کي معطر سنہری کلیاں استعمال کي جاتي تھیں - بادام سي لمبي آنکھیں' جو ناٹك کے الفاظ میں "ایك کان سے دوسرے تك پہنچتي تھیں" خوبصورتي میں شمار ھوتي تھیں - آنکھوں میں کاجل لگاتے تھے' جس کو دھوڈالنے پر آنکھیں سرخ سرخ نظر آتي تھیں - جاڑے میں ھونٹوں پر موم ملتے تھے' تاکہ وہ پھٹنے نہ پائیں' اور نزلہ سے بچنے کے لئے زعفران چباتے تھے - گرمیوں میں تاڑ کي بڑي بڑي ڈالیاں ھوا کرنے کے لئے دستي پنکھوں کا کام دیتي تھیں' اور لوگوں کو فوّاروں میں نہانے کا شوق تھا* - جسم اور کپڑوں کي خوشبویات اور لوبان کا استعمال اعلی طبقوں میں عام تھا' اور کیوڑے کي دھوپ جلانے کا ذکر بھي ڈراما نویس نے خاص طور پر کیا ھے -

جھولے کا تہوار

جھولے کا شاندار تہوار ناز و نیاز اور رنگ رلیاں منانے کے لئے خوب سامان پیدا کردیتا تھا - " نشۂ شباب میں چُور' دنیا اور افکار دنیا سے بے خبر " لڑکیاں جھولے جھولتي تھیں

* کپور منجري - ایکٹ ۱ و ۲ -

جھولے کے باري باري سے کبھي اُوپر کبھي نیچے جانے ' زیوروں کي جھنکار اور کپڑوں کي سرسراهٹ کي تصویر ناٹك میں خوب کھینچي گئي هے - اس کا ترجمه کرنا دشوار کام هے' هم صرف مفهوم پر اِکتفا کرتے هیں :—

*'' جڑاؤ پازیب کي جھنکار سامعه نوازي کررهي هو ' جھومتے هوئے هار کي چمك دمك سے آنکھیں خیرہ هورهي هوں' هنگامه خیز پٹکے کے گھنگھروؤں کي پیہم صدا اور کنگنوں کي متحرك قطار کی موهني جھنجھناهٹ کانوں میں پہنچتي هو ' جب ماہرو دوشیزہ اِس انداز سے جھولا جھول رهی هو' تو آپ هي کہئے' کس کا دل قابو میں رہ سکتا هے ؟ ''

اِس قسم کے بہت سے تہوار تھے' جو لوگوں کے لئے عوام میں اور اپنے اپنے گھروں میں لطف و مسرت کے سامان مہیا کرتے تھے - ان سے' ڈراما نویسوں کو بھي اپنے شاهي سرپرستوں کے تفنّن طبع کے لئے ناٹك تیار کرنے کا موقع میسر آتا تھا - لیکن وا حسرتا ! که هندوسطیٰ کے ڈراما نویس کے لبوں پر

کپور منجري - ایکٹ ۳ صفحه ۲۶۸ -

† کپور منجري - صفحه ۲۵۵ -

لانمین کے هنگامه خیز انگریزي ترجمه میں یه جھنکار خوب پیدا کي گئي هے -

بھي يه کبھي ختم نه ھونے والي شکايت موجود ھے که " اھل علم و فضل ھميشه مفلس و نادار ھوتے ھيں"* -

عام قصے کہانیوں میں برھمنوں کا ذکر

ايك جماعت کي حيثيت ميں برھمن ابھي تك علم ادب اور حکومت ميں اعلي عہدوں کے بلا شرکت غيرے مالك تھے - ان سے توقع ھوتي تھي، که اعلي دماغي قابليت اور تمام مذھبي و اخلاقي صفات سے متصف ھوں - ليکن عملاً انھيں کچھه زياده قدر و منزلت کي نگاھوں سے نه ديکھا جاتا تھا - سومديو نے جو خود بھي برھمن تھا، اُجين کے ايك بخيل اور حريص برھمن کي داستان خوب مزے لے لے کر بيان کي ھے - يه برھمن راجه کا پروھت تھا - اس کي خود غرضي اور دولت ضرب المثل بن گئي تھيں - دو عياروں نے اراده کيا، که اس کا مال و متاع اُڑايا جائے، اور ساتھه ھي اسے عوام کي ھنسي اور ٹھٹول کا نشانه بناديں - ان ميں سے ايك نے دکني راجپوت کا لباس پہن کر شہر کے باھر ڈيره جما ديا - اس کا ساتھي تپسوي بن بيٹھا، اور دريا کے کنارے

---

* کپور منجري - صفحه ٢٨٨

ریاضت میں مصروف ہو گیا - نقلي راجپوت شہر میں جاتا
اور باتوں باتوں میں اپنے ساتھي کے کمالات کي خوب تعریف
و توصیف کرتا - اس نے پروہت سے راہ و رسم پیدا کر کے
اس کي خوشامد شروع کي' اور اس کي معرفت شاهي دربار
مین ایک عہدہ حاصل کر لیا - یہ دونوں اپنے آپ کو بڑے
بھگت اور دینوي خواهشات سے پاک ظاهر کرتے تھے -
نقلي راجپوت رفتہ رفتہ پروهت کا راز دار بن گیا ' اور
پروهت نے تحفہ تحائف کے لالچ سے اسے اپنے گھر هي میں
رهنے کے لئے جگھہ دے دي - راجپوت ایک صندوق جھوٹے
جواهرات کا لے آیا' مگر ان کي قیمت سے اِس بنا پر ناواقفیت
کا اظہار کیا' کہ میں دنیوي کاروبار کے معاملے میں بالکل
کورا هوں - ادھر جواهرات کو دیکھہ کر پروهت جي کے منہ
میں پاني بھر آیا - چند روز کے بعد مہمان راجپوت بیمار
بن بیٹھا ' اور خواهش ظاهر کي' کہ کسي نیک اور پرهیزگار
بزرگ کو بلایا جائے' تاکہ میں یہ جواهرات دان کرکے اسے
دے دوں - چنانچہ اس کا ساتھي ' جو سادھو بنا هوا تھا'
بلایا گیا - وہ کہنے لگا' کہ مجھے مال و دولت سے نفرت هے -
البتہ اس بات پر رضامند هوگیا' کہ میں پروهت کي لڑکي
سے شادي کرلونگا اور سارے جواهرات' پروهت کو دے

دونگا - آخر جواهرات کے عوض قلیل سي رقم قبول کرنے پر راضي هوگیا ' اور اس معاوضه کي مقدار کا فیصله بهي پروهت هي پر چهوڑ دیا - پروهت تو ان جواهرات کو قارون کا خزانه سمجهے بیٹها تها ' چنانچه اُس نے ایك خطیر رقم ادا کردي ' اور دل میں بےحد مسرور تها ' که میں نے اتنا بڑا خزانه برائے نام معاوضه دے کر حاصل کرلیا - جب شادي هوچکي ' تو بےچارے پروهت پر حقیقت واضح هوگئي - راجه اپنے پروهت کي تمام کمزوریوں سے بخوبي واقف تها ' اِس عیاري کا حال سن کر هنسي کے مارے لوٹ پوٹ هوگیا* -

راجپوت

راجپوت قوم کي ابتدا ایك ایسا موضوع هے ' جس کے متعلق بہت کچهه اختلاف رائے پایا جاتا هے - اس وقت میں امور متنازعه فیه پر بحث نهیں کرنا چاهتا - یقیني امر یه هے ' که آٹهویں ' نویں اور دسویں صدي عیسوي میں حکمران جماعتوں کي نئے سرے سے تنیظم اور شیرازه بندي هوئي تهي† - اب ان کي معاشرتي ترکیب کے اجزا ذاتوں کے

* کتها سرت ساگر - جلد ۲ - صفحه ۱۷٦ لغایت ۱۸۳ -
† تاریخ سمتهه - صفحه ۱۷۲ - لغایت ۱۷۳ -

بجائے قبیلے بن گئے تھے - قواعد شادي کے مطابق انھیں اپنے قبیلے سے باھر شادي کرني پڑتي تھي - عزت و شرافت کے نئے اصول اور نئي روایات معرض وجود میں آرھي تھیں - ان پر تفصیلي بحث ھم اگلے دور کے ذکر میں کرینگے -

اچھوت اور معاشرتي حلقہ سے خارج لوگ

اچھوتوں کي ایک کثیر تعداد موجود تھي ' جو شودروں سے بھي گھٹیا درجہ کے شمار کئے جاتے تھے ' اور چار مستند ذاتوں سے ھر بات میں نیچے تھے - ان کا ذکر البیروني نے بھي کیا ھے - یہ آٹھہ حصوں میں منقسم تھے - آپس میں رشتہ ناتا کرلیتے تھے ' لیکن دھوبی ' موچي اور جلاھوں سے باقي پانچ جماعتیں کسي قسم کا تعلق نہ رکھتي تھیں - یہ پانچ جماعتیں مندرجہ ذیل تھیں (۱) بازي گر ' (۲) ٹوکرے اور ڈھالیں بنانے والے ' (۳) ملاح ' (۴) مچھیرے اور (۵) وحشي جانوروں اور پرندوں کے شکاري - ان آٹھوں جماعتوں کو شھر یا گاؤں کے اندر رھنے کي اجازت نہ تھي ' البتہ ان کے قریب اپنے جھونپڑے بنا سکتے تھے - چونکہ یہ جماعتیں اپنے اپنے پیشہ کے نام سے موسوم تھیں ' اسلئے ھم انھیں " پیشہ ور فرقے " کہہ سکتے ھیں - ان پیشہ وروں سے بھي نچلے درجہ

پر هاڈي، ڈوم، چنڈال اور بدهاتو تھے - گاؤں کے غلیظ کام ان کے سپرد هوتے تھے، اور انهیں ذلیل طبقه کے اچھوت سمجھا جاتا تھا - ان میں سے بھي هاڈي دوسروں سے کچھه اونچے شمار هوتے تھے - ڈوم گیت گاتے اور رباب کي قسم کا ایك ساز بجایا کرتے تھے - موجوده زمانه کا جرائم پیشه ڈوم فرقه غالباً انهیں کي نسل سے هے - ان سے گھٹیا طبقه کے لوگ وه تھے جن کا آبائي پیشه جلّادي تھا، اور غالبا انهیں کو چنڈال کہا جاتا تھا - بدهاتو نه صرف مردار خوار تھے، بلکه کُتّے اور وحشي جانوروں کا گوشت بھي چٹ کرجاتے

برهمنوں اور مندروں کے لئے اوقاف

اس دور کي ایك قابل ذکر اقتصادي اور معاشرتي خصوصیت وه متعدد اوقاف تھے، جو برهمن افراد، اور مندروں اور مذهبي مقامات کے لئے مخصوص کر دئے جاتے تھے - ملتان میں سورج دیوتا کا مندر شهر بھر کے فارغ‌البالي اور دولت مندي کا موجب تھا - جب آٹھویں صدي کے اوائل میں عربوں نے پهلے پهل ملتان فتح کیا، تو مندر کي

البیروني - جلد ۱ - صفحه ۱۰۱ و ۱۰۲ -

مورتي جوں کي توں رهنے دي، کيونکه شهر کي خوشحالي کا دار مدار اسي پر تها - تهانيسر کے مندر کے لئے بهي ايک بهاري جاگير وقف تهي - جزيره نمائے کاتهياواڑ کے جنوبي ساحل پر سوم ناتهه کے مشهور مندر کي دولت مندي کا انحصار بحري مال تجارت پر تها* - قزويني کا بيان هے، که ياتريوں کے گراں قدر چڑهاوے کے علاوه اس مندر کے نام دس هزار ديهات کا ماليه تها - پوجا پات کے اهتمام اور مندر کي ديکهه بهال کے لئے ايک هزار برهمن ملازم تهے، اور دروازه پر پانچسو دوشيزه لڑکياں رقص وسرود کے لئے مقرر تهيں - ان سب کا گزاره وقف کي آمدني ميں سے هوتا تها -

فن تحرير اور کتابيں

وسطي اور شمالي هند ميں لکهنے کے لئے ايک قسم کا بهوج پتر استعمال کيا جاتا تها - پهلے اسے تيل مَل کر خوب صاف اور هموار کرليتے تهے، اور پهر جب سخت اور چکنا هو جاتا، تو اس پر لکهتے تهے - لکهنے کے بعد تمام پتوں کو دو تختيوں کے درميان رکهکر اوپر سے کپڑا لپيٹ ديتے تهے - جنوبي هند ميں يه کام عموما تاڑ کے پتوں سے

---

* ايليٹ - جلد ۲ - صفحه ۹۸ -

لیا جاتا تھا - ھر پتے کي ایك جانب سوراخ کرکے سب کو دھاگے میں پرو لیتے تھے' اور اس طرح کتاب سي بنا کر رکھہ لي جاتي تھي* - ان ھر دو اقسام کي بہت سي قلمي کتابیں اب تك محفوظ ھیں' اور ھندوستان بھر میں پراني قلمي کتابوں کے شائقین . ان سے بخوبي واقف ھیں - لیکن البیروني نے اس اھم خصوصیت کو نظر انداز نہیں کیا' کہ علم ادب اور خصوصاً مذھبي علم ادب کا بہت بڑا حصہ سینہ بسینہ ھي چلا آتا تھا - عموماً ویدوں کو ضبط تحریر میں لانے کي اجازت نہ دي جاتي تھي' اور البیروني کے آنے سے کچھہ ھي عرصہ پیشتر ایك کشمیري پنڈت نے پہلے پہل ویدوں کو کتابي صورت دي تھي† -

اوضاع و اطوار اور رسم و رواج

البیروني نے بہت سے ایسے متفرق اوضاع و اطوار اور رسوم کا ذکر کیا ھے' جو اسے عجیب و غریب معلوم ھوئے - ان میں سے ایك رواج یہ تھا' کہ یہاں کے لوگ اس زمانہ میں اپنے سر بلکہ جسم کے کسي حصے کے بال نہ کٹواتے تھے'

---

* البیروني - جلد ۱ - صفحہ ۱۷۱ -

† البیروني - جلد ۱ - صفحہ ۱۲۵ و ۱۲۶ -

اور مونچھوں کو گوندھہ کر رکھتے تھے - ناخن بھي بہت بڑھا لیتے تھے - کھانا مِل کر نہیں، بلکہ چوکے میں بیٹھہ کر الگ الگ کھاتے تھے - چوکا گائے کے گوبر سے لیپ لیا جاتا تھا - پان، سپاري اور چونا (اور کتھا، گو البیروني نے اس کا ذکر نہیں کیا) کھانے کے باعث ان کے دانت لال لال نظر آتے تھے - جب کوئي بچہ پیدا ہوتا، تو لوگوں کي توجہ ماں کي بجائے زیادہ تر باپ کي جانب مبذول ہوتي تھی - ان کي شطرنج آج کل کی پچیسي سے کچھہ ملتي جلتي تھي، کیونکہ ایك وقت میں چار آدمي کھیلتے تھے، اور پانسوں کي جوڑي بھي استعمال کي جاتی تھي - البیروني نے شطرنج کی بساط کا نقشہ اور کھیل کے قواعد بھي تحریر کئے ہیں - لیکن ان سے معلوم ہوتا ہے، کہ اس کھیل کے قواعد آج کل کي پچیسي سے مختلف تھے - رسوم کے حلقۂ اثر کا اندازہ کرتے وقت ہمیں اِس امر کا خیال رکھنا چاہئے، کہ البیروني کے مشاہدات کا دائرہ پنجاب اور سندھہ تك ہي محدود تھا- غالباً اِن علاقوں کا لباس مشرقي اور جنوبي ہندوستان سے بالکل مختلف تھا، اور زیادہ تر اُن سرد ملکوں کے لباس سے مشابہ تھا، جو شمال مغربی دروں کے اُس پار واقع ہیں* -

* البیروني - جلد ۱ - صفحہ ۱۷۹ - لغایت ۱۸۵ -

دو کتبے

اِس دور کے متعدد کتبوں سے اُس وقت کے معاشرتی اور اقتصادي حالات کے بعض پہلوؤں پر روشنی پڑتی ھے - میں اپ کو جنوبي ھند کے دو کتبوں کي جانب توجہ دلاتا ھوں - ان میں سے ایك تو تنجور کے چولا خاندان کے وقت کا ھے - یہ تانبے کی تختیوں پر ھے ' جو موضع انبیل میں دستیاب ھوئیں - دوسرا کناڑي زبان کا کتبہ ھے ' جو صوبہ بمبئی میں ضلع دھارواڑ سے برآمد ھوا ھے -

برھمنوں کو عطیۂ اراضي

سندر چولا کے وقت کي انبیل کي تختیاں دسویں صدي عیسوي کے اواخر کي بني ھوئي تھیں ' اور تنجور کے نواح میں دستیاب ھوئي تھیں - کل گیارہ تختیاں تھیں - یہ سب کي سب ایك چھلّے میں لپٹي ھوئي تھیں ' اور چھلّے کے اُوپر ایك قابل تعریف ساخت کي مُہر ثبت تھي - مُہر میں مندرجہ ذیل چیزوں کي شبیہ کندہ تھي :—

ایك شیر ' دو مچھلیاں ' ایك کمان ' دو شمعدان ' دو چَوریاں اور ایك چھتري -

حاشیه کے گرد سنسکرت میں ایک شلوک مندرج تھا - ان تصویروں میں کندہ کاری ذرا هلکي تھي - تحریر کا پہلا حصہ سنسکرت میں تھا' اور اس میں اُس پٹہ کے الفاظ درج تھے' جس کي رو سے چولا راجہ نے اپنے عالم و فاضل برهمن وزیر کو جاگیر عطا کي تھی - دوسرے حصے کي زبان تامل تھی' اور اس میں گاؤں کے باشندوں اور عہدہداروں کی طرف سے رضامندي اور اِقرار درج تھا - اس جاگیر کا رقبہ ۴۵ ایکڑ کے قریب هوگا' اور اس قدر اراضي وزیر ایسی اعلیٰ حیثیت کے برهمن کے لئے کافی سمجھی جاتي تھي - راجہ صرف ایک خاص رقبہ جاگیر کے لئے مقرر کر دیتا تھا' اس کے بعد حدود بندي اور اس امر کا فیصلہ گاؤں والے کیا کرتے تھے' کہ فلاں رقبۂ اراضی کا مالیہ اب سے راجہ کے بجائے جاگیردار کو ادا هوا کریگا - حدود بندي کا طریقہ بھي عجیب تھا - ایک هتھني کو کسي مقررہ مقام پر لے جاکر چھوڑ دیتے تھے' اور وہ ایک دائرہ سا بنکر واپس آجاتی تھي - اس مقصد کے لئے کوئی انتظام کر لیا جاتا تھا' کہ هتھني اسي مقام پر واپس آجائے' جہاں سے روانہ هوئي تھي - اس کے بعد حدود پر متي کے تودوں اور ناگ پھني کي هري بھري جھاڑیوں سے نشان بنادیتے تھے* -

* کتبات هند - جلد ۱۵ - صفحہ ۴۴ لغایت ۷۰ -

چولا خاندان کي سلطنت میں جنگلات

جاگیردار کے متعلق لکھا ھے' کہ اس کي والدہ نے دنیا کے قائم رھنے تك ھر روز ایك برھمن کو چاندي کے برتن میں اعلیٰ قسم کا کھانا دھرم ارتھہ دینے کا اھتمام کر رکھا تھا' اور ھري (وشنو) کے مندر واقعہ سري رنگم میں ایك بھاري چراغ چڑھایا تھا - چولا سلطنت کے ملك کے نظارہ کا کچھہ اندازہ اس اشارہ سے ھوسکتا ھے' جو "ساحل بحر کے گھنے جنگلوں" کي طرف کیا گیا ھے' جن میں "تاڑ' سال' آبنوس' سپاري اور کیلے کے بے شمار درخت اور پودے اور پان کے جھنڈ کے جھنڈ کھڑے تھے* -

اراضي کے متعلق حقوق اور مالیہ جو مزار عین کو ادا کرنا پڑتا تھا

جاگیر کے پٹہ کا نفس مضمون مفصل الفاظ میں واضح کر رکھا ھے' اور اس سے دیہات کي اقتصادي حالت کا اندازہ کرنے میں مدد ملتي ھے ھم اسے چار حصوں میں تقسیم کر سکتے ھیں- (۱) اراضي اور جو کچھہ اس پر موجود ھو' (۲) پاني اور اسکے

* کتبات ھند - جلد ۱۵ - صفحہ ۶۹ -

متعلق تمام اشیاء، (۳) وہ مالیہ اور رسوم جو جاگیرداروں کے حق میں ادا کرنے کا حکم تھا، اور (۴) خاص مراعات جو جاگیرداروں کو حاصل تھیں - اراضي کے علاوہ جاگیردار کو اپني جاگیر کی مندرجہ ذیل چیزوں کے استعمال کا حق حاصل ہوتا تھا :—

میوہ دار درخت، دوسرے درخت، باغات چٹانوں کے شگاف جن میں شہد کي مکھیوں کے محال ہوتے تھے، کنوئیں، چوپال، بنجر زمین جس میں بچھڑوں کے لئے چراگاہ ہوتي تھي، گاؤں کي آبادي کي زمین، بیمور، درختوں کے گرد بنے ہوئے چبوترے، عمارتیں مندر اور بنجر اور دلدلي زمین - پاني کے متعلق اسے دریاؤں، تالابوں، دریا برآمد زمین، جوہڑوں اور مچھلیوں والي جھیلوں پر بھي حقوق حاصل ہوتے تھے -

مالیہ وغیرہ جو اسے وصول ہوتا تھا، اس میں مندرجہ ذیل چیزیں بھي شامل تھیں :—

جرمانہ یا ضبطي جائداد جو مقامی عدالت کے حکم سے عمل میں آئے، پان کے پتے، ہر ایك کرگھ سے تیار شدہ کپڑوں پر ٹیکس، مزار عین کے خاندان میں

کوئي شادي هو تو نذرانه ' منڈیوں کا اجارہ' اور
پرانے مزار عین کي بے دخلي پر جو جرمانه عاید
هو - ان کے علاوہ وہ چیزیں جو بادشاہ کے استعمال کے
قابل سمجھي جاتي تھیں' - اب راجه کے بجائے
جاگیر دار کو ملتي تھیں-

برھمن وزیر کو جو مراعات حاصل تھیں' ان میں
مندرجه ذیل اختیارات بھي شامل تھے :—

بڑے بڑے دالان اور جلسه گاھیں اور دو منزله مکانات
پکي اینٹوں اور کھپریلوں سے بنا سکتا تھا' بڑے اور
چھوٹے کنوئیں کھدوا سکتا تھا' زمین کي آبپاشي
کے لئے نالیاں بنا سکتا تھا اور بعض خوشبودار جڑي
بوٹیاں اور پودے لگانے کي اجازت تھي* -

اس سے معلوم ھوتا ھے کہ گاؤں میں عام مکانات
کچے ھوتے تھے ' اور پکي عمارت بنانے کے لئے راجه سے
خاص طور پر اجازت لیني پڑتي تھي - اس کے علاوہ
یه بھي ظاھر ھوتا ھے' که بعض خاص قسم کي فصلیں بونے
کے لئے خاص شاھي منظوري کي ضرورت پڑتي تھي -

---

* کتبات ھند - جلد ۱۵ - صفحه ۷۱ و ۷۲ -

مندروں کي سيوا

اب هم کناري کتبه کا ذکر کرتے هيں - يه ضلع دهارواڑ
کے ايك گاؤں کُلے نُور سے بر آمد هوا تها - اس پر ۹۵۰ شا کا
(مطابق سنه ۱۰۲۸ع) درج هے - يه کتبه ايك پتهر پر هے'
جس کا بالائي حصه کنده کاري سے مزين هے - وسط ميں
ايك مندر هے - مندر ميں ايك لِنگ استهاپن کر رکها هے
اور اُوپر ايك کلس والا گنبد بنا هوا هے - گنبد کے دونوں
جانب ايك ايك چَوري هے - خاص مندر کي دهني طرف ايك
بهگت اُکڑوں بيٹها هے' جس کا منه مندر کي جانب نهيں
بلکه سامنے کو هے - اس سے ذرا اُوپر ايك دائره ميں دو
مچهلياں هيں' اور ان سے ذرا اُوپر چاند هے - خاص مندر
کي بائيں طرف ايك گائے کهڑي هے' اور بچهڑا اس کا دوده
پي رها هے - گائے سے ذرا اوپر ايك هل هے' اور اس سے اُوپر
سورج - کنده کاري کي يه ذرا ذرا سي تفصيلات بهت کار
آمد هيں' کيونکه ان سے ديهات کے طرز زندگی پر روشني
پڑتي هے - اصل پٹه ايك مندر کے لئے معافي نامه هے' اور يه
جاگير دهان کے چند کهيتوں اور باره مکانوں پر مشتمل هے -
اس کي آمدني کا کچهه حصه مندر کے ديوتا کے اخراجات

کے لئے ھے' کچھہ حصہ ان منتھوں کے لئے ھے' جن میں مذھبي تعلیم دي جاتي تھي - ایک حصہ (غالبا مندر کے) نفیري بجانے والوں کے لئے اور کچھہ حصہ جس میں مکان بھي شامل ھیں نقارچیوں کے لئے ھے - یہ بھي مندر کي سیوا کرتے تھے - یہ بات قابل ذکر ھے' کہ تپسویوں کو پاکیزگي و تجرد کي قسم پر قائم رھنے کي سخت تاکید کر رکھي ھے* -

مسلمانوں کے ھندؤں سے تعلقات

اس مضمون کے متعلق بحث ختم کرنے سے پہلے یہ بتادینا مناسب معلوم ھوتا ھے' کہ مسلمان وادي گنگا میں فاتحین کي حیثیت میں داخل ھونے سے بہت مدت پہلے خال خال جنوبي ھند کے ساحل پر پھیلے ھوئے تھے - جنوبي ھند کي وسیع راشٹر کوت سلطنت سے عرب بخوبي واقف تھے - انھوں نے وھاں کے راجہ کا نام بلھرا (ولبھہ رائے) لکھا ھے - مسعودي (جو سنہ ٩٥٦ع کے قریب فوت ھوا) لکھتا ھے :— "سندھہ اور ھند کے راجاؤں میں سے کوئي بھي مسلمانوں کي عزت بلھرا سے زیادہ نہیں کرتا تھا'

---

* کتبات ھند - جلد ١٥ - صفحہ ٣٢٩ لغایت ٣٣٣ -

اس کي سلطنت میں اسلام کي عزت اور حفاظت کي
جاتي ھے*" - ظاھر ھے، کہ جنوبي ھند میں تو ھندو
مسلمانوں کے تعلقات تجارت اور جہاز راني کے باعث خوشگوار
تھے، لیکن شمالي ھند میں جنگي تصادم کي وجہ سے ان کي
حالت بالکل بر عکس تھی -

* الیٹ - جلد ۱ - صفحہ ۳۲ -

لکچر چہارم

(چودھویں صدی عیسوی)

معاشرتی خصوصیات

ہند وسطی کا تیسرا دور چودھویں صدی عیسوی سے شروع ہوتا ہے - اس وقت تک مسلم اقتدار ہندوستان کے طول و عرض میں قائم ہو چکا تھا - سلاطین دہلی کی سلطنت مستحکم ہو چکی تھی' اور اس کا اثر و اقتدار دور دور تک پھیل گیا تھا - لیکن اس وقت رسل و رسائل اور آمد و رفت کے وسائل ایسے نہ تھے' کہ کوئی مرکزی حکومت اس قدر دور دراز علاقوں پر' جو ہر طرف ہزار ہزار میل سے بھی زیادہ پھیلے ہوئے تھے' حسب دلخواہ اپنا سکہ بٹھا سکے - اس کے علاوہ مسلمان جو مذہبی جوش کی رو میں وارد ہندوستان ہوئے تھے' وہ بھی اپنی معاشرتی زندگی میں اس قدر یکرنگی پیدا نہ کر سکے تھے' کہ متفقہ طور پر کسی مرکزی حکومت سے وفادارانہ مطابعت کا رشتہ جوڑ لیتے - مختلف نسلوں کے مسلمان' مثلاً ترک' افغان' ایرانی' عرب' منگول اور مختلف قبائل کے اسلام لانے والے ہندوستانی

ابھي کسي متحدہ تمدن پر مجتمع نہ ہوئے تھے' جس سے وہ متفقہ طور پر کسي وسیع اور مضبوط مرکزي حکومت کي پشت و پناہ بن سکتے - اور پھر ہندوؤں سے بھي ان کے تعلقات ابھي تك کچھہ دلي محبت کے نہ تھے - جہاں تك حکومت اور ملك گیري کا تعلق ہے' مسلمانوں کے ہندوستان کو فتح کرنے سے پہلے راجپوت ہندؤں کي باقي تمام قوموں پر فوقیت حاصل کرچکے تھے - مسلمانوں کي آمد کے بعد بھي راجپوتوں کے ادارات اور آئین شجاعت میں عمل ارتقا جاري رہا' اور کہا جا سکتا ہے' کہ اس وقت ہندو آبادي کا شجاع طبقہ یہي تھا - ہندوستان کے ہندو ودوان اور پنڈت اب پچھلي صفوں میں آگئے تھے' لیکن حکمران طاقت کا اثر اُن پر بھي پڑ رہا تھا - مسلمان درویش اور صوفي تمام ملك میں پھیلے ہوئے تھے' اور ان کا اثر ہندوؤں کے خیالات پر بالواسطہ' اور ملك کي سیاسي و معاشرتي زندگي پر براہ راست پڑ رہا تھا - بالواسطہ اثر کے کچھہ نقوش "بھکتي" کے اصول میں نظر آتے ہیں' جو جدید ویشنومت اور جدید شیومت میں آداخل ہوا تھا' اور پھر اُن مخالفانہ تحریکوں میں بھي دکھائي دیتے تھے' جو ان دونوں متوں کے خلاف بپا کي گئیں' اور جن کے باعث ذات پات کي تمیز اور اِس کے

غیر معاشرتي پہلو اَوْر بھي مظبوط اور نمایاں ھوگئے ' اور ذاتوں کي تعداد میں بےحد اضافہ ھوا - باقي رھا براہ‌راست اثر - وہ مختلف ھندوستانی قبائل کے گروہ در گروہ دائرہ اسلام میں داخل ھونے سے ظاھر ھے ' اور نیز اس امر سے کہ اس زمانہ میں مختلف پنتھہ اور مت متانتر منصۂ شہود پر آئے ' اوو سو دو سو سال بعد تک اپنا اثر پھیلاتے رھے - کبیر اور گرو نانک اُن مذھبي و معاشرتي مصلحین کے طویل سلسلہ میں سے دو نمایاں ترین مثالیں ھیں ' جنھوں نے جدید ھندوستان کے لئے راستہ تیار کیا -

اسناد

یہ زمانہ ترتیب وتجدید کا زمانہ تھا ' جس کي سرگرمیاں ھندوستاني زندگي کے متعدد شعبہ‌جات پر جاري تھیں - اس لئے اس دور کے متعلق اسناد و شواھد کثیر تعداد میں موجود ھیں ' اور اس کثرت کے باعث انتخاب کا کام دشوار ھو جاتا ھے - اس عہد کے نقادانہ مطالعہ میں جس قدر غور و خوض صرف ھونا چاھئے ' اب تک نہیں ھوا - اگرچہ یہ بات کسي قدر بعید از فہم اور اِجتماع ضدین معلوم ھوتي ھے ' لیکن حقیقت میں مطالعہ کي اس خامي کا باعث

یہي کثیر مصالحہ ھے ' جو آساني سے دستیاب ھوسکتا ھے - اس وقت کے علم ادب اور عام قصہ کہانیوں پر کافي توجہہ صرف نہیں ھوئي ' اور نہ اِس امر کے متعلق کافي تحقیق و تدقیق کي گئي ھے ' کہ مذھبي تحریکات کا ملک کي معاشرتي اور اقتصادي زندگي پر کیا اثر پڑا - ایسي تحقیق بہت سے امور پر روشني ڈالنے کا ذریعہ بن سکتي ھے ' جو اب تک پردۂ تاریکي میں ھیں - اس لکچر میں ھم صرف معدودے چند اسناد پر نظر ڈال سکتے ھیں ' جن سے ھند وسطی کے اواخر کا صحیح صحیح نقشہ آنکھوں کے سامنے آجائے - اس زمانے کي بھات شاعري کا مطالعہ چند بردے کي پرتھوي راج راسو میں اور داستانوں کے اس طویل سلسلہ میں کیا جاسکتا ھے ' جو صوبہ‌جات متحدہ میں کوچہ گرد گویّے برسات کے موسم میں گاؤں گاؤں گاتے پھرا کرتے ھیں ' اور جو آلھا کھنڈ کے نام سے موسوم ھے - بھات شاعري اور بنساولي پر ٹاڈ صاحب کي تصنیف راجستھان سے بھي کافي روشني پڑتي ھے - ٹاڈ راجستھان کا ایک گراں قدر اڈیشن حال ھي میں مسٹر ڈبلیو ' کروک نے شائع کیا ھے - مسٹر ڈبلیو کروک (W. Crooke) کے نام سے آپ میں سے اکثر حضرات آشنا ھونگے - وہ انھیں صوبہ‌جات میں سول سروس کي

گذشتہ نسل کے ایک ممتاز رکن تھے - جس مذہبی تحریک کے باعث جدید شیؤ مت صوفیوں کے نقشبندي سلسلہ کے قریب آگیا، اس کي اعلی مثال کشمیر کي ملہمہ للّا (لال دیدؔ) کي تصنیف میں موجود ہے - للّا چودھویں صدي عیسوي میں گزري ہے، جبکہ اسکے وطن میں اسلام کي کشش عالمگیر ہورهي تھي - اس کي تصنیف کے اس عالمانہ اڈیشن (للا واکیاني) کے علاوہ جو سرجارج گریرسن (Sir G. Grierson) نے مرتب کیا ہے، ایک منظوم انگریزی ترجمہ بھي موجود ہے، جو سر رچرڈ ٹیمپل (Sir Richard Temple) نے شائع کیا ہے - انھوں نے اس پر ایک نہایت قیمتي مقدمہ بھي لکھا ہے، جس سے ہندوستان کي چودھویں صدي عیسوي کي مذہبي فضا ایک نئي روشني میں نظر آنے لگتي ہے - سیاحوں میں سے اِبن بطوطہ قابل ذکر ہے - پیرس کی سوسیٹّے ایشیاٹیک (Societe Asiatique) نے اس کے سفرنامہ کا ایک قابل تعریف اڈیشن مع فرانسیسي ترجمہ زیر ادارت سي ڈفریمري (C. Defremery) وڈاکٹربي - سي - سینگوئي نیٹي (Dr. B. C, Sanguinetti) چار جلدوں میں شائع کیا ہے - یہ مشرقي سیاحوں کا شہنشاہ مغربي سیاحوں کے اس شہنشاہ مارکوپولو سے ثلث صدي بعد ہندوستان میں آیا تھا، جس کي تصنیف کا

مطالعه کرنل یول (Col. Yule) کے بیش بہا اڈیشن میں کیا جا سکتا ھے - مصري سیاح شہاب الدین ابوالعباس احمد نے بھي دھلي کا تغلق دربار قریبا اُنھیں ایام میں دیکھا تھا - اس کے قلم سے شہر' اھل شہر' دربار اور اس زمانے کي معاشرتي زندگي کے متعلق ایك اعلیٰ پایه کا بیان موجود ھے - اس کے بعد ھندوستان کے مسلمان مؤرخوں' مثلاً فرشته' برني اور عفیف وغیرہ کي تصانیف اور سلطان فیروز شاہ تغلق کي مختصر سي خود نوشت سوانح عمری "تاریخ فیروز شاھي" آتي ھیں - امیر خسرو دھلوي کي تصنیفات میں بھي زندگي کے متعدد پہلوؤں کي واضح تصویریں ملتي ھیں' جو خاص مؤرخوں کي تحریروں میں دستیاب نہیں ھوتیں - امیر خسرو کي تصنیفات کا مطالعه کرنا چاھو' تو وہ اعلیٰ پایه کے اڈیشن موجود ھیں' جو علي گڑھه سے اعلیٰ حضرت نظام دکن کي سرپرستي میں شائع ھوئے ھیں - میں آپکو دو داستانوں یعني "دیول راني خضر خاں" اور "قران السعدین" پر خصوصیت سے توجه دلاتا ھوں - سِکّوں اور کتبوں کي بھي ایك کثیر تعداد موجود ھے - اس شعبه کے مطالعه میں ھمیں کتبات اسلامیهٔ ھند

(Epigraphia Indo-Moslemica) اور مسٹر ای' ٹامس کی تصنیفات سے بہت مدد ملےگی -

راجپوتوں کے آداب و اطوار

قنوج کی راجکماری

چند بردے کی نظم اور آلہا کھنڈ اگرچہ دونوں کے دونوں بارھویں صدی کے واقعات کے متعلق ہیں' لیکن جس حالت میں اب دستیاب ہوتے ہیں اس میں بہت سا ایسا مصالحہ بھی شامل ہے' جو بعد میں تیار ہوا - آلہا کھنڈ جس حالت میں سینہ بسینہ چلا آیا ہے' غالباً بحیثیت مجموعی تیرھویں اور چودھویں صدی کے راجپوتوں کے اوضاع و اطوار اور طرز زندگی کا آئینہ ہے - پرتھوی راج کے اپنی دلھن کو حاصل کرنے کی داستان سے راجپوتوں کی معاشرتی زندگی پر خصوصیت سے روشنی پڑتی ہے' اس لئے میں آپ کی اجازت سے یہ داستان مختصر الفاظ میں بیان کرونگا' تا کہ آپ کے دل میں اُس پر جوش بھات شاعری کے مطالعہ کی خواہش پیدا ہو' جس سے راجپوت درباروں کے آداب و رسوم کی مکمل تصویر آنکھوں میں پھر جاتی ہے -

جدید تحقیقات سے معلوم ہوتا ہے، کہ قنوج کا راجہ جے چند راٹھور تھا - لیکن گہرواڑوں اور راٹھوروں کا چولي دامن کا ساتھہ تھا، اور کسي نسلي یا تاریخي وجہ سے بھات شاعري میں والي قنوج کو ہمیشہ راٹھور ہي کہا گیا ہے - جے چند کي ایك خوبصورت راجکماري سنجوگتا تھي، جو شادي کے سِن کو پہنچ چکي تھي - راجہ نے سوئمبر رچانے کا ارادہ کیا، تاکہ سنجوگتا خود اپنا شوہر منتخب کرلے - سوئمبر کي رسم اس زمانے میں عام نہ تھي، لیکن جو راجہ سوئمبر رچاتا، اس کے متعلق سمجھا جاتا تھا، کہ اپني بیٹي کي شادي کے متعلق اس قسم کي رسم ادا کر کے یہ راجپوتوں میں فوقیت و برتري کا مدعي ہے - سوئمبر میں دور و نزدیك کے تمام راجپوت راجاؤں اور راجکماروں کو مدعو کیا گیا - دهلي کے مشہور و معروف چوهان راجہ پرتھوي راج کو بھي دعوت دي گئي تھي - لیکن پرتھوي راج کا خیال تھا، کہ راجا جے چند نے سوئمبر کا دربار منعقد کرنے میں بے جا جسارت سے کام لیا ہے - چنانچہ وہ شادي کے خواهشمند کي حیثیت سے شامل دربار نہ ہوا، بلکہ تہیہ کر لیا، کہ جے چند کي راجکماري کو زور بازو سے اپني دلھن بناؤنگا -

عشق کي بے راہ روي

دربار منعقد هوگيا - راجے اور راجکمار آئے، اور اپنے اپنے سنگهاسن پر بيٹھہ گئے - ليکن چوهان کا سنگهاسن خالي رها - يہ ديکهکر جے چند نے اس هتك کا بدلہ لينے کي ٹهاني اور پرتهوي راج کا بت دربان کي شکل ميں بنوا کر دروازے پر کهڑا کرديا، جس سے يہ ظاهر کرنا مقصود تها، کہ پرتهوي راج ايسي هي ادنی خدمت کے قابل هے - ليکن اس نے اپني راجکماري کے جذبات کا اندازہ نہ کيا تها - وہ جے مال هاتهہ ميں لئے سوئمبر ميں آئي، جو اسے اپنے منتخب کردہ شوهر کے گلے ميں ڈالني تهي - دربار ميں جتنے راجہ اور راجکمار جمع تهے، وہ سب کے پاس سے گزر گئي، اور دروازے پر جا کر جےمال دربان بت کے گلے ميں ڈالدي - اس پر تمام حاضرين دريائے حيرت ميں غرق هوگئے، اور دربار ميں غم و غصہ کي ايك لهر دوڑ گئي - "جےچند کا غصہ بهڑك اٹها - اس نے راجکماري کو بندي خانے کے برج ميں بهيجوا ديا، اور راجے اپنے گهروں کو سدهارے" -

عشق کا قاصد بھیس بدلے ہوئے

اسي دوران میں پرتھوي راج کے دربار سے ایک عورت روانہ کي گئي' کہ قنوج کي راجکماري کے اغوا کے لئے راستہ تیار کرے - وہ مردانہ لباس پہنکر قنوج آئي - لیکن "ناك میں طلائي پھول پڑا رہ گیا' جو صرف عورتیں هي پہنتي هیں" اور اس کے بھیس کا راز فاش هوگیا - لیکن اس انکشاف سے بھي اس کے اوسان خطا نہ هوئے - کہنے لگي' میں دهلي کے مہاراج کي داسی هوں' اور اس کے هاں سے بھاگ آئي هوں - اب آپ سے دستگیری کي درخواست کرتي هوں - مجھے پوری توقع هے' کہ قنوج کا مہاراجہ ایک ستم رسیدہ مغرور داسي کو مایوس نہ کریگا - جے چند نے سوچا' کہ داسي کے دل میں اِس وقت پرتھوي راج کے خلاف جذبۂ انتقام زوروں پر هوگا' چنانچہ اِس نے اُسے بندي خانے میں راجکماري کي نگہباني اور "اُس کے دل سے پرتھوي راج کے خیال کا روگ مٹانے کے لئے" مامور کردیا -

پرتھوي راج کا بذات خود موقعہ پر آنا

دهلي میں پرتھوي راج نے اپنے کبي چند بردے سے مشورہ کیا' تو اُس نے صلاح دي' کہ فوراً قنوج کي جانب

چل دینا چاهئے -چند بردے کو تو تمام راجپوت درباروں
میں پہچانتے تھے' لیکن پرتھوي راج نے اس کے ملازم کا
بھیس بنا لیا' اور معتمد آدمیوں کو همراه لے کر قنوج کو
روانه هوا - قنوج کے دربار میں پہنچ کر پرتھوی راج
نادانسته اپنے کنگن والے هاتھه سے مونچھوں کو تاؤ دینے
کو تھا - یه جنگجو راجپوتوں کي مخصوص حرکت تھي'
جس سے وه کسي کو مقابله کے لئے للکارا کرتے تھے - لیکن
چند بردے نے عین وقت پر اشاره سے منع کردیا' اور اِس طرح
اِس کے بھیس کا راز فاش هونے سے بال بال بچ گیا -

قنوج کے مهاراجه نے چند بردے کي مناسب آؤ بھگت
کی' جس کا وه بحیثیت سفیر مستحق تھا' اور پھر اس سے پوچھا'
که دهلي کا راجه کس قسم کا آدمي هے - کبي نے اِن پُر معني
لفظوں میں جواب دیا' جو در حقیقت درست بھي تھا :—

"جس قدر قد و قامت کا یه میرا سیوک هے' ویساهي
دهلی کا راجه هے - وه ایك بہادر چوهان هے - تقدیر کی
نیرنگیوں کی اسے ذرا بھی پروا نهیں' اور موت کو سامنے
دیکھه کر هنس دیتا هے" - چے چند نے مناسب احترام سے
اُنھیں ان کي جائے قیام پر بھیج دیا' جو ایك باغ میں
تھي -

نامه و پیام

باغ میں ایک مچھلیوں کا حوض تھا - کبي کا بیان ھے'
که دھلي کا مہاراجه اس قدر فیاض تھا' که اس نے مچھلیوں
کے پیٹ بھرنے کے لئے اپنے ھار کے موتي اُن کے سامنے پھینك دئے -
سنجوگتا نے یه واقعه دریچے میں سے دیکھه لیا' اور مفروضه
مفرور خادمه کے ھاتھه موتیوں کا ایك طلائي تھال لبالب
بھر کر بھیجا - اس طرح طالب و مطلوب میں پیام و
سلام کا سلسله اور رشته الفت قائم ھوگیا -

راجپوت کي دعوت مقاومت

دوسرے دن صبح کے وقت جےچند نے چند بردے کو
بہت سے تحائف دے کر رخصت کیا' جو ایك عظیم‌الشان
مہاراجه کي شان کے شایاں تھے' یعني مرجان' موتیوں اور
جواھرات کي لڑیاں' "شال' دوشالے' رومال اور مرصع خلعت'
پگڑي' کلغي اور انگوٹھي' تیس ھاتھي اور دو سو راھوار" -
پرتھوي راج نے ملازم کي حیثیت سے پان کا بیڑا تیار کیا -
کہنے کو تو یه مہاراجه قنوج کي عنایات پر بطور شکریه
پیش کیا گیا تھا' لیکن اس میں ایك گہرا رمز بھي پنہاں

تھا - اُس نے بیڑے میں پان کے پانچ پتے رکھے ' اور اِس طرح گویا ایک راجپوت کي طرف سے دوسرے راجپوت کو مقابلہ کي دعوت دي گئي - اس کے علاوہ پرتھوي راج نے اپنے مطلب کي مزید وضاحت کے لئے جےچند کا ھاتھہ اِس زور سے دبایا ' کہ اُس کے ناخنوں سے خون بہ نکلا - اب راز تو کھل ھي گیا تھا ' اعلان جنگ ھوگیا - راٹھور بہادروں کو جمع کرنے کے لئے طبل جنگ پر چوب پڑي - فرمان جاري ھوگیا ' کہ دھلي والوں میں سے ایک بھي زندہ بچ کر نہ جانے پائے ' سب کو تہ تیغ کردو -

طالب و مطلوب کی ملاقات

سنجوگتا نے اپنے جواھر و زیورات جمع کئے ' اور شاھانہ لباس زیب بدن کرلیا - پھر کسي نہ کسی طرح پرتھوي راج کے پاس جا پہنچي - ھاتھہ میں طلائي عود دان لیکر پرتھوي راج کے سرکے گرد پھرایا ' کہ نظر بد سے محفوظ رھے- پھر اس کے چہرے کو پھولوں کي پنکھیا سے ھوا کرنے اپني نسواني عقیدت و وفاداري کا تحفہ پیش کیا ' اور پان کا ایک نفیس بیڑا دے کر محبت کا پیمان باندھا - لیکن ساتھہ ھي اسے خبردار بھي کردیا ' کہ " جےچند کے پاس ایک جرار

لشکر ھے ' اور تیرے ساتھہ اس وقت گنتي کے بہادر ھیں ''-
پرتھوي راج نے جواب دیا ' '' گل شیرین من ' کچھہ خوف
نہ کھا ' اگرچہ میرے ساتھہ بہت تھوڑے آدمي ھیں '
لیکن میري یہ تیغ جوھردار اس لشکر جرار میں سے راستہ نکال کر
تجھے دھلي کے راج محل میں پہنچا دے گي '' - اب
راجکماری پالکي میں سوار ھوکر اس کے ساتھہ بھاگ چلنے کے
لئے تیار ھوگئي - پرتھوی راج نے قنوج سے شمال کي
جانب چھہ میل کے فاصلے پر جا کر ڈیرے ڈال دئے ' اور بادرفتار
ھرکارہ دھلي روانہ کیا ' کہ میرے لشکر کے جري بہادروں کو
لے آؤ ' تاکہ وہ قنوج کے راٹھوروں سے لڑتے بِھڑتے راجکماری
کو دھلي لے چلیں - چنانچہ ایک سو سولہ سور بیر اپنے
مہاراجہ پر جان نثار کرنے کے لئے آموجود ھوئے - اُن کے
پہنچتے ھي پرتھوي راج نے اپنے آدمیوں میں سے ایک کو
بھیجا ' کہ راٹھوروں کو جنگ پر آکسائے ' اور اس طرح
راجکماري کي پالکی کے لئے جنگ کی جائے -

دلھن کے لئے جنگ

دونوں طرف کے بہادر خوشي خوشي شریک جنگ ھوئے -
نرسنگھے پھونکے گئے ' تلواریں بے نیام ھوکر چکا چوند کرنے

لگیں - وہ گھمسان کا رن پڑا، کہ دوست دشمن کی تمیز جاتی رہی - دن بھر ھنگامۂ قتل بپا رہا - "اُس روز انھوں نے اس وقت تک خونریزی سے ھاتھہ نہ کھینچا، جب تک سر پر ستارے نہ چمکنے لگے" - جےچند نے حکم دیا، کہ راجکماری کی پالکی میدان میں لارکھو، تاکہ جسے فتح نصیب ھو، وہ پالکی اُتھالے جائے - اس کا مقصد یہ تھا، کہ پرتھوی راج خود میدان میں آجائے اور میں اُسے قتل کرواڈالوں - چوھان بہادروں نے للکار کر کہا، "پالکی یہاں رکھدو، اور ٹھنڈے ٹھنڈے گھر کا راستہ لو" - ادھر سے راٹھور دلاوروں نے جواب دیا، "جی - کیوں نہیں ذرا وہ پالکی کو دھلی لے جانے والے راجپوت سور بیر سامنے تو آئیں" ھر ایک بہادر نے دو دو تلواریں سنبھال لیں، اور دونوں طرف کے بہادر موت کو کھیل سمجھہ کر مصروف کارزار ھوگئے - پالکی خون سے اسی طرح سرخ ھوگئی جیسے دلھن کے پاؤں حنا سے ھو رہے تھے - نیزوں اور تیر و کمان سے بھی کام لیا گیا - لیکن چوھانوں کا پلہ بھاری رہا، اور پالکی پانچ کوس اَوْر دھلی کی جانب چلی -

دلھن دھلی پہنچتی ھے

لیکن قنوج والوں نے بھی جی نہ چھوڑا، رات دن برابر لڑتے لڑاتے چلتے رہے - پالکی کبھی تھوڑی دور دھلی

کی طرف آجاتي اور کبھي قنوج کي جانب چلي جاتي - لیکن بحیثیت مجموعي یہ دهلي سے قریب تر هوتي جاتي تهي - سوروں کے گھاٹ پر گنگا پار جاتے وقت ایك اور گھمسان کا معرکہ هوا - دونوں جانب کے منتخب بہادر هاتھوں میں نیزے اور ڈھالیں لئے ایک کے مقابل ایك آکر مردانگي کے جوهر دکھانے لگے ' لیکن اب بھي میدان چوهانوں هي کے هاتھہ رها ' اور قنوج کي صفیں خالي هوتي گئیں - خاص دهلي کے پھاٹك کے سامنے جو آخري معرکہ هوا ' اس میں راٹھور فوج کے بچے کُھچے سپاهي بھي کام آگئے - جوش مسرت میں چند بردے اور پرتھوي راج نے خود پالکي اٹھالي ' اور خوش خوش شہر میں داخل هوئے - چند بردے جےچند کو مخاطب کرکے بولا ' " اگر تیرے تمام سپاهي کام آگئے ' تو پرتھوي راج کي بھی یہي حالت هے ' اس لئے اب جنگ بیسود هے ، امن سے گھر جا " - یہ هے اُس داستان کا انجام جس سے ظاهر هوتا هے ' کہ راجپوت سور بیر کس طرح ڈلھن حاصل کیا کرتے تھے* -

شیخ بُرهان راجپوتانہ میں

اس بدبخت زمانہ میں هم هندو مسلم مناقشات کے اس قدر عادي هوچکے هیں ' کہ اُن بھلے دنوں کي یاد نہایت

* آلہا کھنڈ - صفحہ ۳۹ لغایت ۵۶ -

خوشگوار معلوم هوتي هے' جبکه راجپوتوں کے ایك بہت بڑے طبقه میں ایك مسلمان درویش کي قریبا پرستش هورهي تهي' اور وه راجپوتانه میں دس هزار مربع میل رقبه کے ایك وسیع علاقے کا هیرو بن گیا تها' حتی که کل علاقه بهي اسي کے نام سے موسوم هوگیا - جےپور کے مرزا راجه (۱۶۲۵ع لغایت ۱۶۶۷ع) کے نام سے هم بخوبي واقف هیں' لیکن اس وقت میں ایك راجپوت "شیخ جي" کا ذکر کررها هوں' جو موکل جي کا فرزند تها - موکل جي الور اور بیکانیر کے درمیان اُس علاقے کا راجپوت حکمران تها' جو بعد میں شیخاوتي کے نام سے موسوم هوا - یه چودهویں صدی کے اواخر میں گزرا هے - اُنهیں دنوں ایك پرهیزگار مسلم مبلّغ شیخ برهان نے راجپوتوں کے دل و دماغ پر ایسا سکه بٹهایا' که وه اسے معجزات پر بهي قادر سمجهنے لگے - موکل نے شیخ سے ایك بیٹے کے لئے بنتي کي' اور جب اس کے گهر لڑکا پیدا هوگیا' تو اس کا نام "شیخ جي" رکها گیا - شیخ برهان کا مقبره وهاں اب تك مرجع خاص و عام هے' اور شیخاوت راجپوتوں کے زرد جهنڈے کے اوپر درویش کا نیلا پهریرا لهراتا هے - اسي درویش سے اظہار عقیدت کے طور پر شیخاوت راجپوت جنگلي سور کا شکار بهي نهیں کرتے* -

*ٹاڈ - جلد ۳ - صفحه ۱۳۷۸ لغایت ۱۳۸۲ -

دهلي کا ایک کتبه

اُن کتبوں میں سے جو سلاطین دهلي کے عهد حکومت پر روشني ڈالتے هیں، میں آپ کو صرف ایک کتبه کي جانب توجه دلاؤنگا - یه پالم کا کتبه قلعه دهلی میں آثار قدیمه کی عجائب گاه میں موجود هے - یه ایک گاؤں کے کوئیں میں نصب تھا، جو موجوده دهلي (شاهجهاں آباد) سے صرف باره میل کے فاصله پر واقع هے - اس کي زبان سنسکرت هے، البته آخري حصه ایک مقامی زبان میں هے، جو هریانه میں بولي جاتي تھي - یه کتبه غائر اور نقادانه مطالعه کا مستحق هے - اس پر سمّت ۱۳۳۷ بکرمي (مطابق سنه ۱۲۸۰-۸۱ع) درج هے، جبکه دهلي کے تخت پر سلطان غیاث‌الدین بلبن جلوه افروز تھا - سنسکرت تحریر میں دهلي کو "ڈهلّي" اور مقامي زبان میں "ڈهلي" لکھا گیا هے - اس سے شهر دهلي کے ابتدائي نام پر کچھه روشني پڑتي هے - لیکن اِس کتبه کي حقیقي اهمیت اُن خیالات میں هے، جن کا اظهار پنڈت یوگیشور اور اس کے زیر اثر لوگوں نے ملک کے مسلمان حکمرانوں کے متعلق کیا هے - اس میں مسلمان حکمرانوں کو شاکاراجے لکھا گیا هے، اور اِن کے عهد حکومت کا تذکره

شہاب‌الدین غوری سے ابتدا کر کے قطب‌الدین (ایبک)، شمس‌الدین (التمش) اور رضیہ بیگم کے عہد سلطنت کو شامل کرتے ہوئے وقت کے موجودہ حکمران پر ختم کیا ہے- رضیہ بیگم کے نام کی بجائے صرف ان کا لقب جلال‌الدین مرقوم ہے - چونکہ بلبن بر سر حکومت آنے سے پہلے اپنے پیشرو کا وزیر تھا، اس لئے دونوں کے عہد سلطنت کی بہت تعریف و توصیف کی گئی ہے - حکمران کا ذکر اِن الفاظ میں کیا ہے:—

”وہ بادشاہ جس کی شاندار اور قابل تعریف حکومت میں تمام ملک مطمئن اور قانع ہے - بنگال کے گو شہر سے افغانستان کے شہر غزنہ تک اور دکن میں دراوڑ علاقہ اور رامیشور تک ہر جگہ ملک اس طرح منور ہو رہا ہے، جیسے درختوں کی خوبصورتی سے موسم بہار میں زمین مزیّن ہو جاتی ہے - اور اس بادشاہ کی خدمت میں جو متعدد راجے آتے جاتے ہیں، اُن کے مکٹوں سے گرے ہوئے جواہرات کی چمک دمک پھیل جانے سے سارا ملک جگمگا رہا ہے“ -

فوجوں کی قوت اور نقل و حرکت کے متعلق لکھا ہے، کہ گنگا کے دھانے سے سندھ کے دھانے تک بحر تا بحر تمام

ملك پر حاوي تهيں، اور ان كي بدولت هر شخص امن و سلامتي سے دن بسر كر رها تها - رساله كا ذكر خصوصيت سے كيا گيا هے - مدح گو كهتا هے، كه "جب سے اِس سلطان ذي شان نے دنيا كا بوجهه اپنے كندهوں پر لے ليا هے، دنيا كو سهارا ركهنے والے شيش ناگ دهرتی کے بوجهه سے سبكدوش هو بيٹهے هيں........اور وشنو بهگوان جهاں كي نگهباني كا خيال چهوڑكر اطمينان سے ڈودهه کے سمندر پر محو استراحت هيں" - آگے چل كر يه كتبه بتاتا هے، كه "اس سلطان کے عهد معدلت مهد ميں، جو سيكڑوں عالي شان شهروں كا والي هے، ڈهلّي كا دلفريب شهر خوشحال اور فارغ‌البال هے - يه شهر دهرتي ماتا كي طرح بے شمار جواهرات كا خزانه هے، سؤرگ دهام كى طرح عيش و مسرت كا ٹهكانه هے، پا تال كي مانند شهزور ڈئيتوں كا مسكن هے، اور مايا كي طرح دلكش و دلفريب هے" - جس ٹهاكر نے يه با فراط ميٹهے پاني كا كؤاں بنوايا تها، اس كا كچهه ذاتي حال بهي مرقوم هے - اس كي تين بيوياں تهيں، سات لڑكے اور چار لڑكياں - اس نے متعدد وسيع آرام گاهيں تعمير كروائي تهيں، جو غالباً شاهراه اعظم پر تهيں* -

---

*كتبات اسلاميهٔ هند - جلد سنه ۱۴-۱۹۱۳ع صفحه ۳۵ لغايت ۴۵ -

ابن بطوطه کا بیان

مغرب‌الاقصاء کا سیاح ابن بطوطه سنه ۱۳۳۳ع سے
سنه ۱۳۴۶ع تک هندوستان میں رها - اس نے هندوستان کي
جو تصویر الفاظ میں کهینچي هے، وه بهت مفصل اور
دلکش هے - چونکه میں نے ایک اَور کتاب* میں اسے تفصیل سے
بیان کر دیا هے، اس لئے اب یهاں دوهرانے کي ضرورت نهیں
سمجهتا - بلکه اس کے صرف چند دلچسپ مقامات کا ذکر
کرونگا، اور اس کے بعد آپ کو اس تصویر پر توجه دلاؤنگا،
جو همارے لئے امیر خسروؒ نے کهینچي هے - ابن بطوطه کے
بیان سے معلوم هوتا هے، که هندوستان اور ملک قبچاق
(متصل بحیرہ ازاف) کے درمیان گهوڑوں کي تجارت خوب
رونق پر تهي، اور یه دونوں ملکوں میں اقتصادي تعلقات
کا ایک ذریعه تهي - ملک قبچاق میں ایک اچها گهوڑا
قریبا چار روپے کو مل جاتا تها، لیکن هندوستان میں اس کي
قیمت ایک سو سے دو هزار روپیه تک پڑ جاتي تهی† - بڑے
بڑے قافلے جن میں سے هر ایک چهه هزار گهوڑوں پر مشتمل
هوتا تها، درۂ گومل راستے وارد هندوستان هوتے تهے، اور

---

*تین مسافر - صفحه ۳۲ لغایت ۶۲ -
†بطوطه - جلد ۲ - صفحه ۳۷۱ لغایت ۳۷۴ -

اور سرحد پر شہر ملتان ان کے لئے سب سے بڑی تجارتی منڈی تھی - ڈاک کا انتظام اچھا تھا، اور ڈور دراز مقامات سے دارالسلطنت تک بلاناغہ اور جلد خبریں پہنچ جاتی تھیں* - خطۂ سندھ میں دریائے سندھ پر کشتیوں کے ایک خاصے بیڑے کا مستقل انتظام تھا† - سلطان (محمد شاہ تغلق) اپنے دارالخلافہ دھلی میں خوب شان و شوکت سے جلوہ افروز تھا - وہ انعام و اکرام دینے میں بڑی فراخدلی سے کام لیتا تھا‡ - اس کی والدہ نے بھی خیرات کا وسیع سلسلہ قائم کر رکھا تھا، اور غربا کے لئے خیرات خانے اور وقف مقرر کر دئے تھے - مالی لحاظ سے سلطان کا طرز عمل یہ تھا، کہ جہاں تک ممکن ہو، تجارتی محصول موقوف کر دئے جائیں، اور اس طرح تجارت کو ترقی دی جائے§ - دریائے سندھ کے دھانے اور ساحل کاتھیاواڑ کی وسیع بندرگاہوں کی معرفت اور جنوب میں ساحل مالابار کی بندرگاہوں سے بڑے وسیع پیمانے پر بحری تجارت ہوتی تھی - کھمبایت ایک خوبصورت اور خوشحال شہر تھا، اور حبشی لوگ اپنی

---

*بطوطہ جلد ۳ - صفحہ ۹۵ و ۹۶ -

†بطوطہ - جلد ۳ - صفحہ ۱۰۹ -

‡بطوطہ - جلد ۳ - صفحہ ۲۳۶ -

§بطوطہ - جلد ۳ - صفحہ ۲۸۸ -

بحري مہمات کے لحاظ سے اس وقت بھی ویسے ھی ممتاز تھے جیسے اس کے بعد مغلوں کے عہد میں نظر آتے تھے - ساحل مالابار کی بندرگاھوں پر چینی جہازوں کی (جن کو جنك کہتے ھیں) آمد و رفت پائی جاتی تھی† - بنگال میں اگرچہ سیاسی حالت اطمینان بخش نہ تھی، لیکن یہ ارزانی اور فراوانی کا خِطّہ تھا - ملك میں طاعون نے بھی ڈیرے ڈال رکھے تھے‡ - قحط سالی میں قحط زدگان کی امداد کرنے کے لئے معقول انتظام تھا - سرکاري عہدہ دار فہرستیں تیار کرتے تھے، اور شہروں میں باقاعدہ امداد بہم پہنچانے کے لئے انہیں مختلف حصوں میں تقسیم کر دیا جاتا تھا - بوڑھا ھو یا بچہ، آزاد ھو یا غلام، ھر قابل امداد شخص کو سرکاري غلہ خانہ سے ایك سیر غلہ روزانہ دیا جاتا تھا§ -

امیر خسروؒ کے زمانے کي دهلي

امیرخسروؒ (سنہ ۱۲۵۳ لغایت ۱۳۲۵ع) نے دربار اور حکمران جماعتوں کے ادبي حلقوں کي معاشرتي زندگی کا جو نقشہ

---

*بطوطہ - جلد ۴ - صفحہ ۵ لغایت ۲۵ -

†بطوطہ - جلد ۴ - صفحہ ۹۱ -

‡بطوطہ - جلد ۳ - صفحہ ۳۳۴ -

§بطوطہ - جلد ۳ - صفحہ ۲۹۰ -

کھینچا ھے، اُس میں بہت سے دلچسپ پہلو ھیں، لیکن ساتھہ ھي زوال و انحطاط کے آثار بھي نظر آتے ھیں - دلکش پہلوؤں میں فراخدلانہ مہمانداري، آرائش و زیبائش، فنون لطیفہ کے شوق و شغف اور اھل علم وفضل کي قدر و منزلت کا ذکر کیا جاسکتا ھے - تصویر کا دوسرا رخ باھمي رشك و حسد، سخت تریں سزاؤں، تخت کي وراثت کے متعلق عدم اعتماد، عشرت پسندی، انتہا کي شرابنوشي، عیاشي اور اخلاقي پستي میں نظر آتا ھے - شمال مغرب سے منگول حملے بہت بڑی حد تك معاشرتي اور سیاسي زندگي کي بنیادیں کمزور کرنے کا باعث ھوئے - خسروؒ کچھہ عرصہ منگول لوگوں کي قید میں رہ چکے تھے، اور ان کا ذکر انھوں نے کچھہ مذمت آمیز الفاظ میں کیا ھے - لکھتے ھیں، کہ یہ لوگ پولادتن و پنبہ پوش تھے، ان کي چھوٹي چھوٹي نیلگوں آنکھیں چپٹي ناکیں، کشادہ نتھنے، چوڑے چکلے چہرے، کُچیا ڈاڑھیاں اور لمبي لمبي مونچھیں ان کي سخت و درشت گرگ فطرتي کے ظاھري آثار تھے* - خسرو جس شہر دھلي کا بیان کر رھے ھیں، وہ شرقاً غرباً دریا سے پہاڑیوں تك اور جنوباً شمالاً (قطب کے نزدیك) لال کوٹ سے اس

*قران السعدین - تمہید صفحہ ۳۴ لغایت ۳۸ - متن صفحہ ۹۱ لغایت ۹۶ -

مقام تک پھیلا ہوا تھا ' جہاں بعد میں فیروزآباد تعمیر ہوا - شہر کی سب سے بڑی تین تعمیرات جامع مسجد ' ماذنہ اور وسیع سرکاری ذخیرۂ آب تھیں ' جس سے شہر میں صاف پانی بہم پہنچایا جاتا تھا - جامع مسجد میں ایک وسیع کھلا صحن تھا ' اور نو گنبد اور متعدد محرابدار ستون بنے ہوئے تھے - ماذنہ سے ان کی مراد غالباً قطب مینار ہے ' نہ کہ علائی مینار ' کیونکہ وہ کبھی پایۂ تکمیل کو نہ پہنچ سکا تھا - امیر خسرو کہتے ہیں ' کہ اس ماذنہ کی نچلی منزلیں سنگ سرخ کی تھیں - سب سے اوپر کی ایک منزل سنگ مرمر کی تھی ' جس پر گنبد اور طلائی کلس بنا ہوا تھا - بعد میں اوپر کا حصہ بجلی گرنے سے خراب ہو گیا تھا (یہ فیروز تغلق کے عہد کا واقعہ ہے ' لیکن اُس نے اسے مرمت کروا دیا تھا) - سرکاری ذخیرۂ آب قطب مینار سے دو میل یا کچھہ زیادہ شمال کی جانب تھا - اس کے چاروں طرف پہاڑی زمین دیواروں کا کام دیتی تھی - مینہہ کا صاف پانی روک رکھنے کے لئے تغلقوان کی جانب ایک بند بنا رکھا تھا - عین وسط میں ایک چبوترہ تھا ' جس پہ سیر و تفریح کے لئے ایک وسیع راؤٹی بنی ہوئی تھی دہلی والے اکثر اس راؤٹی میں بغرض تفریح آیا کرتے تھے ' اور جب انہیں شہر سے

باهر نکل کر تفریح و تفنن کي خواهش هوتي ' تو پہاڑیوں پر بھي ڈیرے ڈال دیا کرتے تھے* -

امیر خسرو کے باپ ترك تھے اور ماں راول راجپوت - آپ پٹیاله میں پیدا هوئے تھے - باپ کا سایه بچپن هي میں سر سے اُٹھه گیا ' اور ماں کے اثر و تربیت نے انھیں مادرِهند کا سپوت کہلانے کا مستحق بنا دیا ' جو اپنے هندوستاني هونے پر نازاں تھا - اگرچه امیر خسرو فارسي زبان میں لکھتے تھے ' لیکن هندي اور ترکي سے بھي بخوبي واقف تھے - انھوں نے اپني تصنیفات میں بہت سے هندي الفاظ استعمال کئے هیں -

مارکو پولو جنوبي هند میں

معلوم هوتاهے ' که تیرهویں اور چودهویں صدي عیسوی میں جنوبي هند کا طرز زندگي شمالي هند سے بہت مختلف تھا - جنوبي هند کے لوگ کپڑا برائے نام هي پہنتے تھے ' لیکن سونے چاندي ' موتیوں اور جواهرات کے زیوروں سے لدے پھندے رهتے تھے† - مشرق و مغرب دونوں جانب کے طویل ساحل بحر پر مختلف قوموں کے جہاز کثرت سے آتے

---

*قران السعدین - متن صفحه ۲۸ لغایت ۳۷ -

†مارکوپولو - جلد ۲ - صفحه ۲۷۵ -

جاتے رہتے تھے - ان میں سے زیادہ تر چینیوں اور مسلمانان عرب و ایران کے ہوتے تھے - تنجور کے ارد گرد کے علاقہ میں اکثر بارونق بندرگاہیں تھیں' اور نیگاپٹم کے قریب چینی طرز تعمیر کا ایک مندر چینیوں کی موجودگی اور ان کے اثر کا شاہد ہے* - گھوڑوں کی تجارت جنوبی ہند میں سمندر کے راستے اور زیادہ تر عرب اور خلیج فارس کی بندرگاہوں کے ساتھہ ہوتی تھی- جنوبی ہند میں ایک ہی سلطنت میں ہرسال دوہزار گھوڑے سمندر کے راستے باہر سے آیا کرتے تھے†- شمالی ہند میں گھوڑوں کی بڑی تجارت جس قدر ترقی پر تھی' اس کا ذکر پہلے ہوچکا ہے - قبچاقی گھوڑے عموما بھاری بھرکم ہوتے تھے' بخلاف ان کے جو گھوڑے عرب اور خلیج سے آتے تھے' وہ نسبتاً ہلکے پھلکے اور تیز رفتار ہوتے تھے - جزیرہ لنکا میں فوجی سپاہی قریباً سب کے سب غیر ملکی مسلمان تھے - مارکوپولو نے انھیں "ساراسن" (شارقین) لکھاھے - جنوبی ہند میں جوگیوں کی کثرت تھی - یہ بڑے پرہیزگار تھے' لیکن جو خوراک کھاتے تھے' وہ اچھی قسم کی ہوتی تھی' اور یہ خوراک عموما دودھہ چاول پر مشتمل ہوتی تھی' ہر مہینے میں دوبار یہ لوگ

---

*مارکوپولو - جلد ۲- صفحہ ۲۷۲ -

†مارکوپولو - جلد - ۲ - صفحہ ۲۸۳ -

ایك تیز عرق پیدا کرتے تھے' جس کي نسبت عام خیال یہ تھا' کہ اس سے ان کي عمر بڑھہ جاتي ھے - مارکوپولو کا خیال تھا' کہ یہ عرق گندھك اور پارہ کا مرکب ھے* - لیکن ممکن ھے' کہ یہ دراصل بھنگ سے تیار کیا جاتا ھو - یہ لوگ بالکل ننگے دھڑنگے پھرا کرتے تھے' اور جسم پر گائے کے گوبر کي راکھہ مل لیتے تھے - ان کا دعوی تھا' کہ ھم بہت لمبي لمبي عمریں پاتے ھیں' اور ابن بطوطہ کے بیان کے مطابق عام لوگوں کا اعتقاد تھا' کہ یہ جوگي معجزات پر قادر ھیں† - کھانا کھانے میں یہ لوگ تھالي اور کٹورہ کے بجائے پتّے استعمال کیا کرتے تھے - مارکوپولو کہتا ھے' کہ یہ لوگ بڑے سنگدل' مکار اور بےوفا تھے' اور ان کے مقابلے میں مغربي ساحل کے تاجروں کے متعلق لکھتا ھے' کہ وہ بہت ھي صادق القول تھے‡ -

معاشرتي عدم مساوات کے ازالہ کي کوششیں

اس دور میں تین بڑے زبردست اور ذي استحکام بادشاہ گزرے ھیں - (۱) علاءالدین خلجي (۱۲۹۵ع لغایت ۱۳۱۶ع)'

---

*مارکوپولو - جلد ۲ - صفحہ ۳۰۰ -

†بطوطہ - جلد ۴ - صفحہ ۳۳ اور مابعد -

‡مارکو پولو - جلد ۲ - صفحہ ۳۰۲ و ۲۹۹ -

(۲) محمد شاہ تغلق (۱۳۲۵ع لغایت ۱۳۵۱ع) (۳) فیروزشاہ تغلق (۱۳۵۱ ع لغایت ۱۳۸۸ع) - ان کے عہد حکومت میں بہت سے اقتصادي تجربے کئے گئے - علاءالدین نے کسي قدر اشتراکیت پیدا کرنے کي کوشش کي - اس نے غرور و تکبر، اور سرمایہداري کا قلع قمع کرنے کے لئے جاگیریں ضبط کرلیں اور امیر غریب سب کو ایک سطح پر کر دیا - اشیائے خوردني کي ارزاني کے لئے نرخ مقرر کر دئے' اور بار برداري کو بھي باقاعدہ اور منظم کیا' بلکہ اسے حکومت کے ماتحت لانے کي کوشش کي - ان احکام کي خلاف ورزي کرنے والوں کے لئے اس نے سخت سے سخت سزائیں مقرر کیں - اگرچہ ضیاءالدین برني نے ان احکام کي بے حد تعریف کي ھے' لیکن یہ امر مشتبہہ ھے' کہ جس بد بختي اور مصیبت کا یہ قلع قمع کیا چاھتا تھا' آیا وہ واقعي دور ھوگئي یا اس میں اور بھي اضافہ ھوگیا - اور اس میں تو ذرا بھي شك نہیں' کہ ان تمام احکام و قوانین کا اس کي موت کے ساتھہ ھي خاتمہ ھوگیا - اصل میں اس نے ناداري کا ازالہ کرنے کي بجائے مال و دولت' صنعت و حرفت اور پیداوار کے ذرائع مسدود کر دئے - شرابنوشي کي کلي ممانعت کے متعلق اس کے احکام کسي وقت بھي حسب دلخواہ مؤثر ثابت نہیں ھوئے* -

*ایلیٹ جلد ۳ - صفحہ ۱۹۲ - لغایت ۱۹۷ -

سکّوں کے متعلق اصلاحات

پہلے ذکر ہو چکا ہے، کہ محمد شاہ تغلق نے چنگي اور معابر وغیرہ کے مختلف محصول موقوف کر کے تجارت کو ترقي دینے کي کوشش کي تھي - ٹکسال اور سِکّوں کے متعلق اس کي مساعي تعریف و تحسین کي مستحق ہیں - اس کے سِکّے شکل و صورت اور ساخت اور کاریگري کے لحاظ سے اس امر کے شاہد ہیں، کہ ان پر خاص توجہ مبذول ہوئي تھي - اس کے ۱۹۹ گرین وزن کے گول طلائي دینار کے کناروں پر نمایاں لکیریں بنائي جاتي تھیں، تا کہ دغا باز لوگ اسے ریتي سے رگڑ کر سونا حاصل نہ کر سکیں - نقرئي تنکہ میں (جو ۶۴ جیتل کا ہوتا تھا) ۱۷۵ گرین خالص چاندي ڈالنے کے معیار پر عمل ہونے لگا - اس لحاظ سے تنکہ اور آج کل کے روپیہ میں جس کا مجموعي وزن معہ آمیزش کے ۱۸۰ گرین ہے، کچھہ زیادہ فرق نہ تھا - اسي معیار پر تنکہ کي مختلف کسروں کي قیمت کے سِکّے بھي بنائے گئے - اس نے سُن رکھا تھا، کہ اس زمانے میں چین اور ایران میں "معیاري" سکوں کے علاوہ "علامتي" چلن (token currency) بھي بنائے جارہے ہیں - چنانچہ اس

نے مختلف مقدار کي خام دھاتوں کي آميزش سے يہي کام لينے کي کوشش کي - ليکن جب اسے معلوم ھوا' کہ اس طرح بازار ميں سکوں کی قدر و قيمت گھٹ رھي ھے' تو يہ خيال ترک کرديا - اُس زمانے ميں سونے اور چاندي کي مروجہ باھمي نسبت غالباً آٹھہ اور ايك يا سات اور ايک کي تھي - اس کے مقابلے ميں آج کل ان دھاتوں ميں بائيس يا تيئس اور ايك کي نسبت ھے - اُن دنوں دکن سے زرکثير حاصل ھونے کے باعث شاھي خزانے ميں سونے کي ريل پيل تھي*-

مسلئہ بيکاري کے متعلق حکومت کی مساعی

فيروز شاہ تغلق نے اپني رعيت کے مسلئہ بيکاري کو حل کرنے کے لئے ايك لائحہ عمل تيار کياتھا - بدقسمتي سے ھميں اس کي بہت کم تفصيلات معلوم ھيں - شہر کے تمام بيکار آدميوں کو بادشاہ کي خدمت ميں حاضر کئے جانے کا حکم تھا' اور انھيں حسب قابليت کام ديا جاتا تھا - اھل قلم کو سرکاري دفاتر ميں نوشت و خواند کا کام ملجاتا تھا' اور جن لوگوں ميں تجارت کے متعلق کچھہ سمجھہ

*ٹامس - صفحہ ۲۱۷ لغايت ۲۶۱ -

بوجهہ نظر آتی تھي' انھیں خان جہاں کے سپرد کیا جاتا تھا - خان موصوف کے ماتحت غالبا رسد و دستکاري کے محکمے تھے - ان کا تعلق مختلف صیغوں سے تھا' مثلاً باورچي خانے' تازی خانے' شمع سازي اور پاني گرم کرنے کے صیغے وغیرہ - ان محکموں کے سالانہ اخراجات تین لاکھہ بیس ہزار روپیہ کي رقم کے ہوتے تھے - اُس وقت ایك روپیہ میں آج کل کي نسبت کئي گنا زیادہ چیز مل جاتي تھی - اس کے علاوہ توشہ خانہ اور فراشي کے صیغے بھي قائم تھے - اگر کوئي شخص کسي خاص امیر کي خدمت میں رہنے کا خواهشمند ہوتا ' تو اسے وهیں ملازمت دلا دي جاتي تھي* -

خیراتي امداد اور تعمیرات عامہ

مزید برآں ایك " دیوان خیرات " بھي تھا - شفا خانہ یا صحت خانہ میں نہ صرف بیمار اور مصیبت زدہ لوگوں کا علاج معالجہ کیا جاتا تھا ' بلکہ ان کے کھانے پینے کے اخراجات کا کفیل بھي سرکاري خزانہ ہوتا تھا† - یہ سب کچھہ تھا ' لیکن فیروز شاہ کي دوامي شہرت کا سب سے بڑا

---

*ایلیٹ - جلد ۳ - صفحہ ۳۵۵ لغایت ۳۵۷ -

†ایلیٹ - جلد ۳ - صفحہ ۳٦۱

باعث اس کی تعمیرات عامہ ھیں - اس نے نہ صرف خود بڑی بڑی عمارتیں تعمیر کروائیں ' بلکہ اس سلسلے میں ایک ایسا کام بھی کیا ' جس کی مثالیں ھندوستان میں کمیاب ھیں - یعنی وہ اپنے پیشرووں کے وقت کی تعمیرات کی مرمت کو اپنا اھم اور مذھبی فرض سمجھتا تھا - اس نے بہت سے شہر ' قلعے ' اور محل ' آبپاشی کے بند ' مساجد و مقابر ' مدرسے اور سرائیں بنوائیں - باغ لگوائے ' نہریں کھدوائیں ' اور کئی پل تعمیر کروائے* - اس نے نہروں کا دوھرا سلسلہ قائم کیا ' - اور اس طرح اپنے نئے شہر حصار فیروزہ کے لئے (جو اب حصار کہلاتا ھے ' اور اسی نام کے ضلع کا صدر مقام ھے) ستلج اور جمنا سے پانی لے آیا - نہروں کی وجہ سے زراعت میں بڑی ترقی ھوئی ' اور لوگوں کو میوہ‌جات پیدا کرنے کی ترغیب و تشویق ھوئی - ان نہروں کا کھوج اب بھی مل سکتا ھے ' اور عہد انگلشیہ کی نہریں کھودتے وقت ان سے کسی قدر فائدہ بھی اٹھایا گیا ھے - اس زمانہ کے فقہا و علما سے بہت کچھ بحث مباحثہ کے بعد فیروز شاہ نے آبپاشی پر پانی کے محصول عاید کرنے کے طریقہ کی بھی ابتدا کی† -

---

*ایلیٹ - جلد ۳ - صفحہ ۲۹۸ لغایت ۳۰۱

†ایلیٹ جلد ۳ - صفحہ ۲۹۸ لغایت ۳۰۱

خاتمہ

اب ہم ہند وسطیٰ کی معاشرتی اور اقتصادی زندگی کے چند پہلوؤں پر غور کرچکے ہیں - اگرچہ خوف طوالت اور تنگی وقت نے صرف جستہ جستہ مقامات پر سرسری نظر ڈالنے کی مہلت دی ہے، لیکن امید ہے، کہ کسی حد تک اس موضوع کے متعلق دلچسپی پیدا کرنے اور آپ کو اس امر کا یقین دلانے میں کامیابی ہوگئی ہوگی، کہ ہمارے عہد وسطیٰ کی معاشرتی زندگی کے متعلق جتنا عام طور پر خیال کیا جاتا ہے، اس سے بہت زیادہ مصالحہ موجود ہے - ہمیں اس کا مطالعہ نسلی، فرقہ وارانہ اور مذہبی تعصب کی زنجیروں سے آزاد ہوکر نہایت انکسار اور فراخدلی سے کرنا چاہئے - اس طرح مطالعہ کرنے، اور پھر اس سے جو نتائج برآمد ہوں، خواہ وہ کیسے ہی قلیل کیوں نہ ہوں، انھیں ہندوستانی پڑھنے والے لوگوں کی خدمت میں پیش کرنے سے ہم قومی تعمیر کے کام کو بہت کچھہ تقویت پہنچا سکتے ہیں، جس میں مستقبل کی تعمیر کے لئے ماضی سے مضبوط بنیادوں کا کام لینے کی اشد ضرورت ہوتی ہے -

---

انڈکس

عبداللہ یوسف علی
معاشرتی اور اقتصادی حالات